قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 11 دسمبر 2021ء | 06 جمادی الاول 1443 ہجری قمری | 11 فتح 1400 ہجری شمسی | جلد: 3 | شمارہ: 294

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۱۱۹﴾

(التوبہ: 119)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

فرمان خلیفہ وقت

ایسی مجلسوں سے ہمیشہ بچنا چاہئے جو دین سے دور لے جانے والی ہوں، جو صرف کھیل کود میں مبتلا کرنے والی ہوں۔ ایسی مجلسیں جو اللہ تعالیٰ سے دُور لے جانے والی مجلسیں ہیں وہ یہی نہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ سے دور لے جاتی ہیں بلکہ بعض دفعہ مکمل طور پر، بعض دفعہ کیا یقینی طور پر انسان کی ہلاکت کا سامان پیدا کر دیتی ہیں۔ اس لئے ہمیشہ ایسی مجالس کی تلاش رہنی چاہئے جہاں سے امن وسکون اور سلامتی ملتی ہو۔

تو سلامتی والی مجالس کیسی ہیں۔ اس بارے میں ایک روایت ہے۔حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کسی نے حضورؐ سے پوچھا کہ ہم نشیں کیسے ہوں۔ کن لوگوں کی مجلس میں ہم بیٹھیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا مَنۡ ذَکَّرَکُمُ اللّٰہَ رُؤۡیَتُہٗ وَزَادَ فِیۡ عِلۡمِکُمۡ مَنۡطِقُہٗ وَذَکَّرَکُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ عَمَلُہٗ یعنی ان لوگوں کی مجلس میں بیٹھو جن کو دیکھ کر تمہیں خدا یاد آئے اور جن کی گفتگو سے تمہارا دینی علم بڑھے اور جن کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔ (ترغیب)

تو ایسی مجالس سے ہی سلامتی ملتی ہے جہاں ایسے لوگ ہوں جہاں خدا کا ذکر ہو رہا ہو، اس کے دین کی عظمت کی باتیں ہو رہی ہوں۔ ایسے مسائل پیش کئے جا رہے ہوں اور ایسی دلیلیں دی جا رہی ہوں جن سے انسان کا اپنا دینی علم بھی بڑھے اور دعوت الی اللہ کے لئے دلائل بھی میسر آئیں۔ اور قرآن کریم کا عرفان بھی حاصل ہو رہا ہو۔ اور ایسی باتیں ہوں جن سے صرف اس دنیا کی چکا چوند ہی نہ دکھائی دے بلکہ یہ بھی ذہن میں رہے کہ اس دنیا کو چھوڑ کر بھی جانا ہے۔ اس لئے ایسے عمل ہونے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہوں۔ پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جب کوئی قوم مسجد میں کتاب اللہ کی تلاوت اور باہم درس و تدریس کے لئے بیٹھی ہو تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ رحمت باری ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو اپنے جلو میں لے لیتے ہیں۔

تو ایسی نیک مجالس ہیں جو سلامتی کی مجلسیں ہیں۔ ان میں عام گھریلو مجالس، اجتماعات، اور جلسے بھی ہو سکتے ہیں۔ جماعت احمدیہ خوش قسمت ہے کہ اس میں ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونے کی وجہ سے اس قسم کے مواقع میسر آتے رہتے ہیں۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ یہاں کا جلسہ بھی آنے والا ہے اس سے بھی بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے تا کہ ہر طرف سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کی بارش ہم پر پڑتی رہے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور وہاں ذکر الٰہی نہیں کرتے وہ اپنی اس مجلس کو قیامت کے روز حسرت سے دیکھیں گے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 جولائی 2004ء بحوالہ الاسلام)

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بے نصیب نہیں رہتا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا:۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے کچھ فضیلت رکھنے والے فرشتے ذکر کی مجالس کی تلاش میں چکر لگاتے رہتے ہیں۔ جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں (اللہ تعالی کا) ذکر ہو رہا ہو تو ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے پروں سے انہیں گھیر لیتے ہیں۔ پھر جب لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تو وہ (فرشتے) بھی اوپر چڑھتے اور آسمان تک جا پہنچتے ہیں۔ پھر اللہ عزوجل ان سے سوال کرتا ہے (حالانکہ وہ ان سے زیادہ جانتا ہے) تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ کہتے ہیں ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں، وہ تیری تسبیح اور تیری بڑائی بیان کر رہے تھے اور تجھ سے مانگ رہے تھے۔ اللہ فرماتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟ وہ (فرشتے) عرض کرتے ہیں کہ۔۔۔۔ وہ تجھ سے تیری بخشش مانگتے ہیں۔ اس پر اللہ فرماتا ہے میں نے انہیں بخش دیا اور جو انہوں نے مانگا میں نے انہیں عطا کیا اور جس چیز سے انہوں نے پناہ طلب کی میں نے انہیں پناہ دی۔ حضورؐ فرماتے ہیں اس پر وہ (فرشتے) عرض کرتے ہیں یا رب! ان میں فلاں سخت خطا کار شخص بھی تھا جو وہاں سے گذرا تو ان کے پاس بیٹھ گیا۔ آپؐ نے فرمایا: وہ (اللہ) فرمائے گا: میں نے اسے بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بے نصیب نہیں رہتا۔

(ملخص از مسلم کتاب الذکر باب فضل مجالس الذکر)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

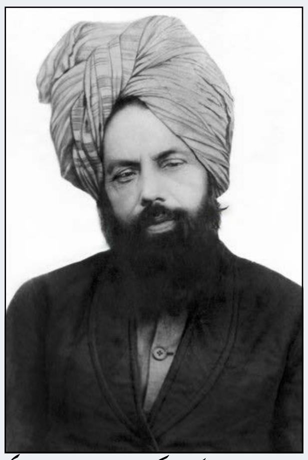

مومن کی ہر ایک چیز بابرکت ہو جاتی ہے

قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ مومن کی ہر ایک چیز بابرکت ہو جاتی ہے جہاں وہ بیٹھتا ہے وہ جگہ دوسروں کیلئے موجب برکت ہوتی ہے۔ اس کا پس خوردہ اوروں کیلئے شفا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک گنہگار خدا تعالیٰ کے سامنے لایا جاوے گا۔ خدا تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ تو نے کوئی نیک کام کیا؟ وہ کہے گا کہ نہیں۔ پھر خدا تعالیٰ اس کو کہے گا کہ فلاں مومن تو ملا تھا وہ کہے گا خداوند میں ارادتاً تو کبھی نہیں ملا وہ خود ہی ایک دن مجھے راستہ میں مل گیا۔ خدا تعالیٰ اسے بخش دے گا۔ پھر ایک اور موقعہ پر حدیث میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ فرشتوں سے دریافت کرے گا کہ میرا ذکر کہاں پر ہو رہا ہے؟ وہ کہیں گے کہ ایک حلقہ مومنین کا تھا جہاں دنیا کے ذکر کا نام و نشان بھی نہ تھا؛ البتہ ذکر الٰہی آٹھوں پہر ہو رہا ہے۔ اُن میں ایک دنیا پرست شخص تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے اس دنیادار کو اس ہم نشینی کے باعث بخش دیا۔ اِنَّھُمۡ قَوۡمٌ لَا یَشۡقٰی جَلِیۡسُھُمۡ۔

بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ جہاں ایک مومن امام ہو اس کے مقتدی پیش ازیں کہ وہ سجدہ سے سر اُٹھاوے بخش دیئے جاتے ہیں۔

مومن وہ ہے کہ جس کے دل میں محبتِ الٰہی نے عشق کے رنگ میں جڑ پکڑ لی ہو۔ اس نے فیصلہ کر لیا ہو کہ وہ ہر ایک تکلیف اور ذلت میں بھی خدا تعالیٰ کا ساتھ نہ چھوڑے گا۔ اب جس نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کب کسی کا کانشنس کہتا ہے کہ وہ ضائع ہو گا کیا کوئی رسول ضائع ہوا؟ دنیا ناخنوں تک اُن کو ضائع کرنے کی کوشش کرتی ہے، لیکن وہ ضائع نہیں ہوتے جو خدا تعالیٰ کے لیے ذلیل ہو وہی انجام کار عزت و جلال کا تخت نشیں ہو گا۔ ایک ابو بکرؓ ہی کو دیکھو جس نے سب سے پہلے ذلت قبول کی اور سب سے پہلے تخت نشین ہوا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ پہلے کچھ نہ کچھ دکھ اٹھانا پڑتا ہے کسی نے سچ کہا ہے۔

عشق اوّل سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

عشق الٰہی بے شک اول سرکش و خونی ہوتا ہے تا کہ نااہل دور ہو جاوے۔ عاشقانِ خدا تکالیف میں ڈالے جاتے ہیں۔ قسم قسم کے مالی اور جسمانی مصائب اُٹھاتے ہیں اور اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ ان کے دل پہچانے جاویں۔ خدا تعالیٰ نے یہ امر مقرر کر دیا ہے کہ جب تک کوئی پہلے دوزخ پر راضی نہ ہو جاوے بہشت میں نہیں جاتا۔ بہشت دیکھنا اسی کو نصیب ہوتا ہے جو پہلے دوزخ دیکھنے کو تیار ہوتا ہے۔ دوزخ سے مراد آئندہ دوزخ نہیں بلکہ اس دنیا میں مصائب شدائد کا نظارہ مراد ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 31 ایڈیشن 1988ء)

اس شمارہ میں

- بہت مجھ پہ احسان الفضل کا ہے
- انسان کا دل خدا کا گھر ہے
- خلافت سے محبت، اصلاح نفس کا ذریعہ
- بچپن میں بچوں میں علم کے حصول کے شوق کو کیسے پیدا کیا جا سکتا ہے؟

دربارِ خلافت

احمدی مسلمان دنیا کی خدمت کے لئے کوئی بھی دقیقہ نہیں چھوڑتے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ہم احمدی مسلمان دنیا کی خدمت کے لئے کوئی بھی دقیقہ نہیں چھوڑتے۔ امریکہ میں خون کی ضرورت پڑی۔ گزشتہ سال ہم احمدیوں نے بارہ ہزار بوتلیں جمع کر کے دیں۔ اس سال پھر وہ جمع کر رہے ہیں۔ آجکل یہ ڈرائیو (Drive) چل رہی تھی۔ اُن کو میں نے کہا کہ ہم احمدی مسلمان تو زندگی دینے کے لئے اپنا خون دے رہے ہیں اور تم لوگ اپنی ان حرکتوں سے اور اُن حرکت کرنے والوں کی ہاں میں ہاں ملا کر ہمارے دل خون کر رہے ہو۔ پس ایک احمدی مسلمان کا اور حقیقی مسلمان کا یہ عمل ہے اور یہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ ہم انصاف قائم کرنے والے ہیں اُن کے ایک طبقہ کا یہ عمل ہے۔

مسلمانوں کو تو الزام دیا جاتا ہے کہ وہ غلط کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے کہ بعض ردّ عمل غلط ہیں۔ توڑ پھوڑ کرنا، جلاؤ گھیراؤ کرنا، معصوم لوگوں کو قتل کرنا، سفارتکاروں کی حفاظت نہ کرنا، اُن کو قتل کرنا یا مارنا یہ سب غلط ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے معصوم نبیوں کا استہزاء اور دریدہ دہنی میں جو بڑھنا ہے، یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ اب دیکھا دیکھی گزشتہ دنوں فرانس کے رسالہ کو بھی دوبارہ اُبال آیا ہے۔ اُس نے بھی پھر بیہودہ کارٹون شائع کئے ہیں جو پہلے سے بھی بڑھ کر بیہودہ ہیں۔ یہ دنیا دار دنیا کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں لیکن نہیں جانتے کہ یہ دنیا ہی اُن کی تباہی کا سامان ہے۔

یہاں مَیں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ دنیا کے ایک بہت بڑے خطّہ پر مسلمان حکومتیں قائم ہیں۔ دنیا کا بہت سا علاقہ مسلمان کے زیرِ نگیں ہے۔ بہت سے مسلمان ممالک کو خدا تعالیٰ نے قدرتی وسائل بھی عطا فرمائے ہیں۔ مسلمان ممالک یو این او (UNO) کا حصہ بھی ہیں۔ قرآنِ کریم جو مکمل ضابطہ حیات ہے اس کے ماننے والے اور اس کو پڑھنے والے بھی ہیں تو پھر کیوں ہر سطح پر اس خوبصورت تعلیم کو دنیا پر ظاہر کرنے کی مسلمان حکومتوں نے کوشش نہیں کی۔ کیوں نہیں یہ کرتے؟ قرآنِ کریم کی تعلیم کے مطابق کیوں دنیا کے سامنے یہ پیش نہیں کرتے کہ مذہبی جذبات سے کھیلنا اور انبیاء اللہ کی بے حرمتی کرنا یا اُس کی کوشش کرنا یہ بھی جرم ہے اور بہت بڑا جرم اور گناہ ہے۔ اور دنیا کے امن کے لئے ضروری ہے کہ اس کو بھی یو این او کے امن چارٹر کا حصہ بنایا جائے کہ کوئی ممبر ملک اپنے کسی شہری کو اجازت نہیں دے گا کہ دوسروں کے مذہبی جذبات سے کھیلا جائے۔ آزادیٔ خیال کے نام پر دنیا کا امن برباد کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ لیکن افسوس کہ اتنے عرصہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے، کبھی مسلمان ملکوں کی مشترکہ ٹھوس کوشش نہیں ہوئی کہ تمام انبیاء، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر نبی کی عزت و ناموس کے لئے دنیا کو آگاہ کریں اور بین الاقوامی سطح پر اس کو تسلیم کروائیں۔ گو یو این او (UNO) کے باقی فیصلوں کی طرح اس پر بھی عمل نہیں ہو گا، پہلے کونسا امن چارٹر پر عمل ہو رہا ہے لیکن کم از کم ایک چیز ریکارڈ میں تو آجائے گی۔ او آئی سی (OIC)، آرگنائزیشن آف اسلامک کنٹریز جو ہے، یہ قائم تو ہے لیکن ان کے ذریعہ سے کبھی کوئی ٹھوس کوشش نہیں ہوئی جس سے دنیا میں مسلمانوں کا وقار قائم ہو۔ مسلمان ملکوں کے سیاستدان اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے ہر کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اگر نہیں خیال تو دین کی عظمت کا خیال نہیں۔ اگر ہمارے لیڈروں کی طرف سے ٹھوس کوششیں ہوتیں تو عوام الناس کا یہ غلط ردّ عمل بھی ظاہر نہ ہوتا جو آج مثلاً پاکستان میں ہو رہا ہے یا دوسرے ملکوں میں ہوا ہے۔ اُن کو پتہ ہوتا کہ ہمارے لیڈر اس کام کے لئے مقرر ہیں اور وہ اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس قائم کرنے کے لئے اور تمام انبیاء کی عزت و ناموس قائم کرنے کے لئے دنیا کے فورم پر اس طرح اُٹھیں گے کہ اس دنیا کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ جو کہہ رہے ہیں سچ اور حق ہے۔

پھر مغربی ممالک میں اور دنیا کے ہر خطّے میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد ہے جو رہ رہی ہے۔ مذہب کے لحاظ سے اور تعداد کے لحاظ سے دنیا میں مسلمان دوسری بڑی طاقت ہیں۔ اگر یہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والے ہوں تو ہر لحاظ سے سب سے بڑی طاقت بن سکتے ہیں اور اس صورت میں کبھی اسلام دشمن طاقتوں کو جرأت ہی نہیں ہوگی کہ ایسی دل آزار حرکتیں کر سکیں یا اس کا خیال بھی لائیں۔ بہر حال علاوہ مسلمان ممالک کے دنیا کے ہر ملک میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ہے۔ یورپ میں ملینز (Millions) کی تعداد میں تو صرف ترک ہی آباد ہیں۔ صرف یورپ میں نہیں بلکہ یورپ کے اکثر ممالک میں ملینز کی تعداد میں مسلمان آباد ہیں۔ اسی طرح دوسری مسلمان قومیں یہاں آباد ہیں۔ ایشیا سے مسلمان یہاں آئے ہوئے ہیں۔ یوکے میں بھی آباد ہیں۔ امریکہ میں بھی آباد ہیں۔ کینیڈا میں آباد ہیں۔ یورپ کے ہر خطے میں آباد ہیں۔ اگر یہ سب فیصلہ کر لیں کہ اپنے ووٹ اُن سیاستدانوں کو دینے ہیں جو مذہبی رواداری کا اظہار کریں۔ اور ان کا اظہار نہ صرف زبانی ہو بلکہ اُس کا عملی اظہار بھی ہو رہا ہو اور وہ ایسے بیہودہ گوؤں کی، یا بیہودہ لغویات بکنے والوں یا فلمیں بنانے والوں کی مذمت کریں گے تو ان دنیاوی حکومتوں میں ہی ایک طبقہ کھل کر اس بیہودگی کے خلاف اظہار خیال کرنے والا مل جائے گا۔

(خطبہ جمعہ 21/ ستمبر 2012ء بحوالہ الاسلام)

بہت مجھ پہ احسان الفضل کا ہے

مری زندگی کو سنوارا ہے اس نے
مرے ذہن و دل کو نکھارا ہے اس نے
خمارِ جہالت اتارا ہے اس نے
سدا نیکیوں پر ابھارا ہے اس نے
ہیں پر از فوائد مضامین اس کے
بہت دل کو بھائیں عناوین اس کے
بہت مجھ پہ احسان الفضل کا ہے

یہ آتا ہے ہر صبح جب میرے آنگن
لیے علم اور معرفت کے یہ مخزن
تو ہوتا ہے دل اس سے مسرور میرا
ہوا جائے ہر لمحہ پر نور میرا
بہت فیض اس سے اٹھائے ہیں میں نے
کہ اسرار ہستی کے پائے ہیں میں نے
بہت مجھ پہ احسان الفضل کا ہے

حدیث نبیؐ اور مسیحا کی باتیں
بناتی ہیں پُر نور دن اور راتیں
خلافت سے گہری ارادت کی باتیں
جماعت کی باہم اخوت کی باتیں
یہ کیسا حسیں ہے جریدہ ہمارا
کہ رکھے بھلائی پہ سوچوں کا دھارا
بہت مجھ پہ احسان افضل کا ہے

ہے ابلیس کا میڈیا پر اجارا
جہنم کے گہرے گڑھے کا کنارا
پھسلنا نہیں، اس سے بچنا خدارا
مگر توڑ اس کا ہے بے حد ہی پیارا
یہ تیرہ شبی میں ہے روشن ستارا
کہ جس نے سدا آخرت کو سنوارا
بہت مجھ پہ احسان الفضل کا ہے

امۃ الرشید بدر

اداریہ

انسان کا دل خدا کا گھر ہے

جب یہ اوہام باطلہ و عقائد فاسدہ سے بالکل پاک صاف ہو (سیدنا حضرت مسیح موعودؑ)

خاکسار کا ایک آرٹیکل بعنوان ''انسان کا سینہ بیت اللہ اور دل حجر اسود ہے''ماہ اگست میں روزنامہ الفضل آن لائن میں شائع ہوا تھا۔ اس موضوع کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد پیش کیا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ''جیسے بیت اللہ میں حجراسود پڑا ہوا ہے اسی طرح قلب، سینہ میں پڑا ہوا ہے۔۔۔قلبِ انسانی بھی حجر اسود کی طرح ہے اور اس کا سینہ، بیت اللہ سے مشابہت رکھتا ہے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 172-173)

اس اقتباس کے سیاق وسباق کو دیکھیں تو یہ مفہوم کھر کے سامنے آتا ہے کہ جس طرح بیت اللہ، بتوں سے پاک ہے اور اس میں حجر اسود ہے جس کا بوسہ لیا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کا سینہ ماسوائے اللہ کے، دل کا اندرونہ تمام امور سے پاک وصاف ہو۔ کسی ایسی بات کا شائبہ تک نہ ہو جس سے شرک کی بو آئے۔ رسومات وبدعات کے بتوں سے پاک وصاف دل سینہ میں ہو۔

گو اُس اداریہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل اور اس کی صفائی کے حوالہ سے کئی اقتباسات موجود تھے مگر آج اس مضمون میں بعض ایسے ارشادات دیے جا رہے ہیں جو ملفوظات سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالیہ مطالعہ کے دوران تازہ بتازہ دستیاب ہوئے ہیں۔ ان میں ایک اہم سبق آموز ارشاد خاکسار نے ملفوظات جلد دہم صفحہ 174-175 ایڈیشن 1984ء سے لیا ہے جس کا موضوع اوپر بیان شدہ عنوان سے ملتا جلتا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں۔

''اس گھر کو بتوں سے صاف کرو تا یہ خدا کا گھر کہلائے۔ فرمایا طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ (البقرۃ: 126- ناقل) یعنی میرے گھر کو فرشتوں کے لئے پاک کرو۔ **انسان کا دل خدا کا گھر ہے**۔ یہ خدا کا گھر اس وقت کہلائے گا اور اس وقت فرشتوں کا طواف گاہ بنے گا جب یہ اوہام باطلہ وعقائد فاسدہ سے بالکل پاک وصاف ہو۔ جب تک انسان کا دل صاف نہ ہو اس کی عملی حالت درست نہیں ہوسکتی۔''

(بدر مورخہ 9جنوری 1908ء جلد 7 نمبر 1)

یہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مورخہ 27 دسمبر 1907ء کو جلسہ سالانہ کی تقریر کے ہیں جو ایڈیٹر بدر نے اخبار بدر میں روایت کیے ہیں۔ملفوظات میں ایڈیٹر الحکم نے اس مضمون کو یوں نقل کیا ہے۔

•''یاد رکھو یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔خبیث اور طیب کبھی اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ ابھی وقت ہے کہ اپنی اپنی اصلاح کرلو۔ یاد رکھو کہ انسان کا دل خدا کے گھر کی مثال ہے۔ خانہ خدا اور خانہ انسان ایک جگہ نہیں رہ سکتا جب تک انسان اپنے دل کو پورے طور پر صاف نہ کرے اور اپنے بھائی کے لئے دکھ اٹھانے کو تیار نہ ہو جائے تب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ صاف نہیں ہوسکتا اور یہ باتیں میں اس واسطے بیان کرتا ہوں کہ آپ لوگ جو یہاں قادیان میں آئے ہو ایسا نہ ہو کہ پر خالی کے خالی ہی واپس چلے جاؤ۔ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔معلوم نہیں کہ آئندہ سال تک کون مرے اور کون زندہ رہے گا اس لئے سچے دل سے توبہ کرنی چاہیے۔''

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 174-175)

•پھر آپ کیا ہی عمدہ الفاظ میں دل کی صفائی کرنے کی طرف یوں توجہ دلاتے ہیں۔

''جب انسان میں اللہ تعالیٰ کی محبت جوش زن ہوتی ہے تو اس کا دل سمندر کی طرح موجیں مارتا ہے۔ وہ ذکر الٰہی کرنے میں بے انتہا جوش اپنے اندر پاتا ہے اور پھر گِن کر ذکر کرنا تو کفر سمجھتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ عارف کے دل میں جو بات ہوتی ہے اور جو تعلق اپنے محبوب ومولا سے اُسے ہوتا ہے وہ کبھی روا رکھ سکتا ہی؟ نہیں یہ تسبیح لے کر دانہ شماری کرے۔ کسی نے کہا ہے

مَن کا منکا صاف کر۔

انسان کو چاہیے کہ اپنے دل کو صاف کرے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرے تب وہ کیفیت پیدا ہوگی اور ان دانہ شاریوں کو ہیچ سمجھے گا۔''

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 720 ایڈیشن 1984ء)

•دلوں کی صفائی کے حوالے سے فرمایا۔

''بہت کم لوگ ہیں جو کہ دلوں کو صاف کرتے ہیں۔ اگر ایک پاخانہ (ٹائیلٹ۔ ناقل) میں سے پاخانہ تو اٹھالیا جاوے مگر اس کے چند ریزے باقی رہیں تو کسی کا دل گوارا کرتا ہے کہ اس میں روٹی کھاوے۔ اسی طرح اگر پاخانہ کے ریزے دل میں ہوں تو رحمت کے فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 263)

پھر فرمایا۔

''دل کو پاک صاف کرنا بھی ایک موت ہوتی ہے۔ جب تک انسان محسوس نہ کرے کہ میں اب وہ نہیں ہوں جو کہ پہلے تھا تب تک اسے سمجھنا چاہئے کہ میں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔''

(ملفوظات جلد ششم صفحہ 385)

حدیث میں ہے کہ انسانی جسم میں ایک عضو ایسا ہے کہ اگر وہ درست ہو تو جسم کے باقی اعضاء بھی درست سمت رہیں گے اور وہ عضو دل ہے۔ اس کی اہمیت اور افادیت کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دل کی صفائی کو مختلف زاویوں اور مختلف مثالوں سے سمجھایا ہے کہ اگر دل کو صاف رکھتے ہیں تو پھر عرفان اور ایقان بھی نصیب ہو جاتا ہے۔ دل کی صفائی کو آپ نے ایک اور حسین انداز میں برتنوں کو قلعی یعنی پالش کروانے کے حوالہ سے سمجھایا ہے۔ شاید آج کی نوجوان نسل اس کو نہ سمجھ سکے ورنہ پرانے وقتوں میں پانڈے قلعی کرنے والے گلی کوچوں میں ''پانڈے قلعی کروالو'' (برتن چمکا کر نئے بنانے) کی صدائیں بلند کیا کرتے تھے۔ اور خواتین اپنے برتن بالخصوص پیتل، تانبے اور ایلومینیم کے برتن قلعی کروایا کرتی تھیں۔ بلکہ ہم دیکھتے رہے ہیں کہ دیہاتی خواتین اپنے کمروں کی چھتیوں پر سے پیتل کے برتن اتار کر سال میں ایک بار ضرور قلعی کرواتی تھیں ورنہ کَس کھلنے کا محاورہ استعمال ہوتا تھا۔ آج کل کیٹرنگ کرنے والے اپنے تانبے کے برتنوں، دیگچوں اور دیگوں کو قلعی کرواتے رہتے ہیں۔

٭اس حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ بڑے سیدھے سادے تھے۔ جیسے کہ ایک برتن قلعی کرا کر صاف اور ستھرا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ان لوگوں کے دل تھے جو کلام الٰہی کے انوار سے روشن اور کدورتِ نفسانی کے زنگ سے بالکل صاف تھے گویا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا (الشمس:10 ناقل) کے سچے مصداق تھے۔''

(ملفوظات جلد ششم ایڈیشن 1984ء صفحہ 15)

•اسی مضمون کو ایڈیٹر صاحب بدر نے یوں نقل کیا ہے۔

''جب ایک برتن کو مانجھ کر صاف کر دیا جاتا ہے پھر اس پر قلعی ہوتی ہے اور پھر نفیس اور مصفّا کھانا اس میں ڈالا جاتا ہے۔ یہی حالت ان کی تھی۔ اگر انسان اسی طرح صاف ہو اور اپنے آپ کو قلعی دار برتن کی طرح منور کرے تو خدا تعالیٰ کے انعامات کا کھانا اس میں ڈال دیا جاوے۔''

(بدر جلد 2 نمبر 23 صفحہ 177 مورخہ 26جون1903)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو احباب جماعت کے دلوں کو صاف ستھرا رکھنے کی اس قدر فکر دامنگیر تھی کہ ایک موقع پر دل کو صندوقچی سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح پرانے وقتوں میں ہماری بزرگ خواتین نے گھروں میں صندوقچیاں رکھی ہوتی تھیں۔ جن کو چھوٹی چھوٹی جندریوں (تالوں) سے بند رکھا ہوتا تھا۔ اور چابی انہوں نے اپنے پاس محفوظ کی ہوتی تھی۔ کچھ دنوں کے بعد وہ ان صندوقچیوں کو کھول کر کپڑوں وغیرہ کو ہوا لگوایا کرتیں، صاف کرتی تھیں اور کیڑے مکوڑوں اور جراثیم سے حفاظت کے لئے فنائل کی گولیاں رکھا کرتی تھیں بعض اوقات صندوقچی کو کھول کر اسے صاف کرنے کی ضرورت بھی نہ ہوتی تھیں مگر وہ صرف اپنے کپڑوں کی تہوں کو بدل دیتی تھیں جس سے کپڑے صاف بھی ہو جاتے اور ان کپڑوں کی عمر بھی بڑھ جاتی۔ پرانی بزرگ خواتین کے گھریلو معاملات سے بہت سبق ملتا رہتا تھا۔ دیہاتوں میں کمروں کی دیواروں پر لکڑی کے شیڈ بنا کر وہ اپنے برتن سجایا کرتی تھیں۔ وہ ان پر جھاڑ پونچھ تو ہر دوسرے تیسرے دن کرتی تھیں مگر چھ ماہ یا سال کے بعد ان تمام برتنوں کو اتار کر دھوتیں، صاف کپڑے سے چمکاتیں، پھر چھتی کو بھی صاف کرتیں اور دوبارہ قدرے ترتیب تبدیل کر کے انہیں سجا دیتی تھیں۔

گھروں کی اور انسانی بدن کی اس ظاہری صفائی کے عمل کو ہمیں دل کی اندرونی صفائی پر بھی لاگو کرنا چاہیے۔ اور دل جو صندوقچی ہے اس کی چابی انسان کے اپنے پاس ہوتی ہے اُسے کھول کر صاف کرنا، اس کے اندر کی اشیا کو اٹھانا، پلٹانا اور دعاؤں، نئے عزم و ارادہ کے مُصفّٰی پانی سے اُسے دھونا اور تقویٰ کے صاف کپڑے سے اسے مزید پاک صاف اور خشک کرنا ضروری ہے۔

٭حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''دل تو اللہ تعالیٰ کی صندوقچی ہوتا ہے اور اس کی کُنجی اس کے پاس ہوتی ہے۔ کسی کو کیا خبر کہ اس کے اندر کیا ہے۔''

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 417)

دل کا تعلق غیروں سے

انسان کے اپنے دل کا اپنے وجود اور جسم کے ساتھ گہرا تعلق تو ہوتا ہی ہے۔ ماحول میں بسنے والے عزیز و اقارب، دوست احباب حتّٰی کہ غیروں سے بھی اس کا دل تعلق رکھتا ہے۔ جماعت احمدیہ میں ہم میں سے ہر ایک داعی الی اللہ اور داعی الی الخیر ہے۔ اسی لئے دعوت الی اللہ کی کامیابی کا تعلق ہمارے اپنے نمونہ پر منحصر ہوتا ہے، جس

بقیہ صفحہ 7 پر

مولانا شمشاد احمد قمر۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی

خلافت سے محبت، اصلاح نفس کا ذریعہ

(تقریر جلسہ سالانہ جرمنی 2021ء)

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡـًٔا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۵۶﴾

(النور: 56)

زندہ قومیں اپنے اندر زندگی کی علامات رکھتی ہیں۔ ان علامات میں قومی زندگی میں ترقی کا ارادہ،عزم و ہمت، اصلاح نفس کی طرف توجہ اور نظام کی مضبوطی بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ نظام ایک مرکز سے وابستہ ہوکر سب افراد کو وحدت کی لڑی میں اس طرح پرو دیتا ہے کہ اس کے ایک حصہ پر حملہ ہو تو باقی حصے بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ اسلامی نظام میں اس مرکز کا نام خلافت ہے۔ جیسے پہاڑوں کی بلندیوں پہ چڑھنے کے لئے لوگ رسّوں اور میخوں کا سہارا لیتے ہیں جو ان کی حفاظت کا سبب بنتے ہیں۔ اسی طرح رُوحانی دنیا میں رفعتوں اور بلندیوں کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو خلافت کی رسّی عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

آنحضور ﷺ نے بھی آخری زمانے میں دنیا کی اصلاح کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کے قیام کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 273،مشکوٰۃ:باب الانذار والتحذیر) جو اس بات کا ثبوت ہے کہ آخری زمانے میں خلافت ایک مستقل اصلاح نفس کا ذریعہ ہوگی۔ لفظ ’’صالح‘‘ کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’یاد رکھو کہ صلاح کا لفظ وہاں آتا ہے جہاں فساد کا بالکل نام ونشان نہ رہے۔ انسان کبھی صالح نہیں کہلا سکتا جب تک وہ عقاید ردّیہ اور فاسدہ سے خالی نہ ہو اور پھر اعمال بھی فساد سے خالی ہوجائیں۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 119)

یعنی ہم دیکھتے ہیں کہ صحتمند جسم کے لئے صالح خون اور صالح اعضاء ضروری ہیں اور اگر جسم صالح نہ ہو تو بیماری میں مٹھاس بھی کڑوی لگتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’اسی طرح پر جب تک انسان صالح نہیں بنتا اور ہر قسم کی بدیوں سے نہیں بچتا اور خراب مادے نہیں نکلتے، اس وقت تک عبادت کڑوی معلوم ہوتی ہے۔ نماز پڑھتا ہے لیکن اسے کوئی لذّت اور سرور نہیں آتا۔۔۔۔۔ عبادت میں مزا اُسی وقت آتا ہے جب گندے مواد اندر سے نکل جاتے ہیں۔ پھر اُنس اور ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے۔ اصلاح انسانی اس درجہ سے شروع ہوتی ہے‘‘

(الحکم جلد 9 نمبر 17 تا 24 مئی 1905ء)

خلافت کا وعدہ انہیں لوگوں سے ہے جن کے اعمال ہر قسم کے فتنہ و فساد سے پاک ہوں۔ اس پاکیزگی کے لئے اللہ تعالیٰ انبیاء اور خلفاء مقرر فرماتا ہے۔ ان وجودوں سے محبت اور ان کی پیروی سے ہی انسانی نفس کی اصلاح ممکن ہے اور ان وجودوں سے دُوری اور بے وفائی نفس کے فساد کا موجب بنتی ہے۔ چنانچہ خلافت سے محبت کا دعویٰ کرنے سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ محبت کہتے کسے ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’درحقیقت جو شخص کسی سے کامل محبت کرتا ہے تو گویا اُسے پی لیتا ہے۔۔۔اور اس کے اخلاق اور اس کے چال چلن کے ساتھ رنگین ہو جاتا ہے۔۔۔ یہاں تک کہ اسی کا روپ ہو جاتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ یہی بھید ہے کہ جو شخص خدا سے محبت کرتا ہے وہ ظلّی طور پر بقدر اپنی استعداد کے اُس نور کو حاصل کر لیتا ہے جو خدا تعالیٰ کی ذات میں ہے۔ اور شیطان سے محبت کرنے والے وہ تاریکی حاصل کر لیتے ہیں جو شیطان میں ہے۔‘‘

(نورالقرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 430)

’’محبت کی حقیقت بالالتزام اس بات کو چاہتی ہے کہ انسان سچے دل سے اپنے محبوب کے تمام شمائل اور اخلاق اور عبادات پسند کرے اور ان میں فنا ہونے کے لئے بدل و جان ساعی ہو، تا اپنے محبوب میں ہوکر وہ زندگی پاوے جو محبوب کو حاصل ہے۔۔۔۔۔۔محبت ایک عربی لفظ ہے اور اصل معنی اس کے پُر ہو جانا ہے۔۔۔۔۔۔حبّ جو دانہ کو کہتے ہیں وہ بھی اِسی سے نکلا ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ وہ پہلے دانہ کی تمام کیفیت سے بھر گیا۔‘‘

(نورالقرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 431-432)

یعنی جس چیز کا دانہ ہے، اس دانے سے اسی چیز کے خواص ظاہر ہوں گے۔ گندم کا دانہ جب بھی اُگے گا اس سے گندم ہی اُگے گی۔ جَو کے دانہ سے جَو کا پودا ہی پھوٹے گا۔ اسی طرح جس ہستی سے محبت کا دعویٰ ہے، اس شخص کے قول اور فعل اور عادت اور خلق کا اثر اپنے دل پر ڈالنے کا نام محبت ہے۔

چنانچہ خلافت سے محبت کا مطلب صرف زبانی دعویٰ نہیں بلکہ اپنے وجود سے اُن صفات کی عکاسی کرنا ہے جو اللہ، اس کا رسول اور خلیفۂ وقت ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (آل عمران:32) کہ اے نبی انہیں بتادے کہ اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اسی طرح آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ عَلَیۡکُمۡ بِسُنَّتِیۡ وَسُنَّةِ الۡخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیۡنَ الۡمَھۡدِیِّیۡنَ کہ تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنّت پر عمل کرنا ضروری ہے۔ لہٰذا آج اصلاح نفس کے لئے خلافت کی پیروی اور محبت ضروری ہے۔ کیونکہ خلافت سے محبت میں رسول کی محبت اور رسول کی محبت میں اللہ کی محبت کا راز پنہاں ہے۔ آنحضور ﷺ نے اپنے بعد خلافت کے دو ہی زمانوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک اپنے فوراً بعد قائم ہونے والی خلافت اور دوسری اُمّت میں بگاڑ کے بعد آخری زمانے میں قائم ہونے والی خلافت۔ پس خلافت کے یہ دونوں دور خُلَفَاءُ الرَّاشِدِیۡنَ الۡمَھۡدِیِّیۡن کے دور ہیں جن کے ذریعے انسان اپنی اصلاح کرسکتا ہے۔ اسی لئے آنحضور ﷺ نے اپنی سنّت کے ساتھ ساتھ خلفاء راشدین کی سنّت پر عمل کو بھی ضروری قرار دیا۔

محبت کے مفہوم سے ظاہر ہے کہ خلافت کی محبت سے مراد خلیفہ وقت سے ایسا دلی تعلق ہے کہ انسان اپنے محبوب میں فنا ہوکر اس میں کھو جائے۔ یعنی ہماری ہر حرکت و سکون خلافت کی مرضی و منشا کے مطابق ہو جائے۔ خلافت کا درد ہمارا درد ہو۔ خلافت کی خوشی ہماری خوشی ہو۔ ہماری خواہشات، ہمارے قول اور ہمارے فعل ایسے ہوں کہ ہمیں زبان سے نہ بتانا پڑے کہ ہم خلیفہ وقت سے محبت کرتے ہیں بلکہ ہمارے اعمال اس محبت اور وفا کی عملی گواہی دے رہے ہوں۔

خلافت سے محبت اور اصلاح نفس ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں کیونکہ اگر خلافت سے محبت ہے تو خلافت کی پیروی میں اصلاح نفس ضروری ہے اور اصلاح نفس کیلئے خلافت سے محبت اور وفا ضروری ہے۔

جب اللہ فرماتا ہے کہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کہ ایمان اور عمل صالح کرنے والوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ انہیں خلافت عطا فرمائے گا تو مطلب یہ ہے کہ خلافت کی برکتیں اُن لوگوں کو ملیں گی جو نبی کی پیروی میں احکام شریعت پر عمل کرتے ہوئے اپنے نفس کی اصلاح کریں گے اور ایسے اعمال بجالائیں گے جس میں کوئی فساد نہ ہوگا اور ہر عمل میں اپنی بھلائی کے ساتھ ساتھ قومی اور اجتماعی بھلائی کو پیش نظر رکھیں گے۔ لیکن اگر کوئی فتنہ و فساد والی حرکتیں کرے گا وہ خلافت کی حقیقی برکات سے محروم رہے گا۔ بیعت سے نکلنے والا جہالت کا شکار ہو جائے گا۔ جیسا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جو اس حالت میں فوت ہوا کہ اس کی گردن میں کسی بیعت نہ تھی فَقَدۡ مَاتَ مِیۡتَةً جَاھِلِیَّةً۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب بلزوم الجماعۃ عند ظہور الفتنۃ) وہ جہالت کی موت مرا۔ نیز فرمایا یَدُ اللّٰہِ عَلَی الۡجَمَاعَةِ وَمَنۡ شَذَّ شُذَّ اِلَی النَّارِ (ترمذی، کتاب الفتن، باب لزوم الجماعۃ) کہ اللہ کی مدد جماعت کے ساتھ ہوا کرتی ہے جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ گویا آگ میں پھینکا گیا۔ نیز آپ ﷺ نے آخری زمانے کے فتنوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ فَاِنۡ رَاَیۡتَ یَوۡمَئِذٍ خَلِیۡفَةَ اللّٰہِ فِی الۡاَرۡضِ فَالۡزَمۡہُ وَاِنۡ نُھِکَ جِسۡمُکَ وَ اُخِذَ مَالُکَ (مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 22333) اگر تم اُس وقت زمین میں اللہ کا خلیفہ دیکھو تو اس سے چمٹ جانا خواہ تمہارا جسم تار تار کر دیا جائے اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے۔ یعنی آنحضور ﷺ نے تاکید فرمائی کہ اُس دور میں خلافت سے محبت اور وفا کرنا خواہ اس کیلئے تمہیں جان اور مال کی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے۔ کیونکہ محبت کا دعویٰ کرنا تو آسان ہے لیکن جب قربانی کا موقع آتا ہے تو شیطان انسانی نفس کو دھوکہ میں مبتلا کر دیتا ہے۔ وہ کبھی آباو اجداد کی جھوٹی عزت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، کبھی اولاد، رشتہ داروں یا دوستوں کی طرفداری کی شکل میں، کبھی مال او ر تجارت

کی حرص اور کبھی عالیشان گاڑیوں اور جائیداد کے لالچ کی صورت میں انسانی نفس کے سامنے کھڑا ہوجاتا ہے اور انسان خدا کو چھوڑ کر شیطان کی راہ اپنا لیتا ہے۔اسی لئے فرمایا کہ قُلۡ اِنۡ کَانَ اٰبَآؤُکُمۡ قُلۡ اِنۡ کَانَ اٰبَآؤُکُمۡ وَ اَبۡنَآؤُکُمۡ وَ اِخۡوَانُکُمۡ وَ اَزۡوَاجُکُمۡ وَ عَشِیۡرَتُکُمۡ وَ اَمۡوَالُ ۣاقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَ تِجَارَۃٌ تَخۡشَوۡنَ کَسَادَهَا وَ مَسٰکِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیۡ سَبِیۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ(التوبہ : 24) کہ اے نبی! کہہ دے کہ اگر تمہارے باپ دادا، تمہارے بیٹے، بھائی، بیویاں، رشتہ دار اور تمہارے اموال جو تم کماتے ہو اور تجارت (یا کاروبار) جس کے گھاٹے سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو۔اگر یہ سب کچھ تمہیں اللہ اور اُس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ لے آئے اور اللہ فاسقوں کو پسند نہیں کرتا۔

خلافت کے وعدے اور پیشگوئیوں سے ظاہر ہے کہ جس طرح پہلے دور میں صحابہؓ نے آنحضور ﷺ اور خلافت کی محبت میں قربانیاں دیں۔آخرین میں بھی حقیقی مومن خلافت کے ساتھ محبت کرتے ہوئے اُس سے چمٹے رہیں گے اور ہر قسم کی قربانیاں دینے کیلئے تیار ہوں گے۔

قرآن کریم میں بیان فرمودہ برکاتِ خلافت میں سے ایک یہ بیان ہوئی ہے کہ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَایُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡـًٔا کہ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اللہ کی عبادت اور شرک سے پرہیز اصلاح نفس کی بنیادی کُنجی ہے جس سے رُوحانی آسمان کے دروازے کھلتے ہیں اور انسان شیطان سے دُور ہو کر اُن الٰہی انعامات کا وارث بن سکتا ہے جن کی سورۃ فاتحہ میں دعا سکھلائی گئی ہے۔

سورۃ فاتحہ میں انسان اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور رحمانیت کا ذکر کر کے خدا کے حضور عرض کرتا ہے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ۔ اِهۡدِ نَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ کہ اے خدا چونکہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں لہٰذا تو ہی ہمیں صراطِ مستقیم دکھا جو انعام یافتہ لوگوں کا راستہ ہو اور مَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ اور ضَّآلِّیۡنَ کا راستہ نہ ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں واضح فرماتا ہے کہ ضالین کے راستے سے بچ کر صراطِ مستقیم کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے۔چنانچہ فرمایا کہ اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَیۡکُمۡ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّیۡطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ۔وَّاَنِ اعۡبُدُوۡنِیۡ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ ۔وَلَقَدۡ اَضَلَّ مِنۡکُمۡ جِبِلًّا کَثِیۡرًا ؕ اَفَلَمۡ تَکُوۡنُوۡا تَعۡقِلُوۡنَ ۔
(یٰسین: 61-63)

کہ اے بنی آدم! کیا میں نے تم پر یہ ذمہ داری نہیں ڈالی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کیا کرو وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے اور میری عبادت کیا کرو۔یہی صراطِ مستقیم ہے اور شیطان تم میں سے بہت سی مخلوق کو گمراہ کر چکا ہے کیا تم عقل نہیں کرتے؟ یعنی سورۃ فاتحہ کی دعا کا جواب دے دیا کہ تم صراطِ مستقیم چاہتے ہو تو سنو اس کی اوّل شرط یہ ہے کہ پہلے شیطان کی عبادت سے انکار کرو۔ پھر یہ کہ صرف میری عبادت کرو۔ هٰذَا صِرَاطٌ الۡمُسۡتَقِیۡمُ۔ یہ صراطِ مستقیم ہے۔ پرہیز کے بغیر دوا فائدہ نہیں دیتی۔ انسان زہر کھاتا جائے تو تریاق بھی بے کار ہو گا۔ اگر شیطان کی عبادت کا زہر کھاتے رہو گے تو تمہارے نفس سے شیطان کی ہی عکاسی ہو گی اُس کی کبھی اصلاح نہیں ہو گی اور خدا کی رحمت کا تریاق تمہیں عطا نہیں ہو گا کیونکہ وَلَقَدۡ اَضَلَّ مِنۡکُمۡ جِبِلًّا کَثِیۡرًا۔ اُس نے تم میں بہت سی مخلوق کو ضالین بنا دیا ہے۔یعنی جہاں خدا تعالیٰ کی عبادت کے نتیجے میں صراط مستقیم حاصل ہوتا ہے وہاں شیطان کی عبادت کے نتیجے میں ضالّین کا مقدر ملتا ہے۔

یاد رہے کہ عبادت صرف ظاہری نماز، روزے کا ہی نام نہیں بلکہ انسان کا ہر عمل عبادت ہے۔ اور ہر انسان، ہر وقت عبادت کر رہا ہے۔۔۔۔ کہتے ہیں کہ رمضان کے مہینے میں ایک ضعیف بزرگ جو روزہ نہ رکھ سکتا تھا، گلی کے کونے میں، آڑ میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ دو منچلے نوجوانوں کو شرارت سوجھی تو پاس جا کے پوچھنے لگے کہ بابا جی روزہ ہے؟ بزرگ نے کہا جی بیٹا میرا روزہ ہے۔اس پہ نوجوان کھل کھلا کے ہنس پڑے کہ بابا جی کھانا بھی کھا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میرا روزہ ہے۔ بابا جی نے اُن کو ہنستے دیکھ کر فرمایا کہ بیٹا! میرے دل میں صبح سے کوئی بُرا خیال نہیں آیا۔ میرے دماغ میں کسی کے خلاف کوئی فسادی سوچ پیدا نہیں ہوئی۔ میری آنکھوں نے بدنظری نہیں کی۔ نہ میں نے زبان سے کسی کی بُرائی کی اور نہ میرے کانوں نے کسی کی بُرائی سُنی۔ اور نہ ہی میں نے اپنے ہاتھ اور زبان سے کسی کو تکلیف پہنچائی۔ لہٰذا میرے دل کا بھی روزہ ہے۔میرے دماغ کا بھی روزہ ہے۔ میری آنکھوں کا، میرے کانوں کا، میری زبان کا، میرے ہاتھوں اور پاؤں کا بھی روزہ ہے۔ لیکن بیٹا! بڑھاپے میں بیماری اور کمزوری کی وجہ سے بس میرا معدہ روزہ نہیں رکھ سکتا۔باقی تو اللہ کے فضل سے پورے جسم کا روزہ ہے۔۔۔۔ پھر بابا جی نے اُنہیں پوچھا کہ بیٹا کیا آپ کا بھی روزہ ہے؟ تو وہ شرمندہ ہو کر بولے بابا جی! ہمارا تو صرف معدے کا ہی ورزہ ہے۔

انسان کے دل میں اُٹھنے والا ہر خیال عبادت ہے۔ دماغ میں آنے والی ہر سوچ عبادت ہے۔ آنکھوں سے دیکھا جانے والا ہر منظر عبادت ہے۔ زبان سے نکلنے والا ہر لفظ عبادت ہے اور جسم سے سرزد ہونے والا ہر عمل عبادت ہے۔لیکن عبادت ہے کس کی ہے؟ یہ فیصلہ ہمیں کرنا ہے۔ کیونکہ اگر انسان کے دل میں اُٹھنے والے خیالات اچھے ہیں تو یہ اللہ کی طرف سے ہیں اور اگر بُرے ہیں تو وہ شیطان کی طرف سے ہیں۔ شیطانی خیالات دماغ میں آ کر فساد پر مبنی سوچ کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ یہی خیالات پھر زبان پہ آتے ہیں تو شیطانی اقوال اور جسم سے عملی صورت میں ظاہر ہوں تو شیطانی اعمال بن جاتے ہیں۔غرض اگر کسی کے دل کے خیالات، دماغ کے تصوّرات، اُس کی زبان کے اقوال اور جسم کے اعمال سے شیطانی مقاصد کی عکاسی ہو رہی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اللہ کی نہیں بلکہ شیطان کی عبادت کر رہا ہے۔ اور اگر ان سب اعضاء سے اللہ کا رنگ جھلکتا ہے تو وہ اللہ کی عبادت کر رہا ہے۔ شیطان کی عبادت کرنے والے اولیاء الشیطان اور اللہ کی عبادت کرنے والے اولیاءاللہ کہلاتے ہیں۔پس ہمارا فرض ہے کہ ہم شیطان کی عبادت چھوڑ دیں اور اس کے اولیا کو پہچانیں اور اپنی مجلسوں کی حفاظت کریں۔ بدکردار، جھوٹے، خائن اور خدا اور اس کے رسول اور خلافت کے خلاف بدزبانی اور تدبیریں کرنے والوں سے ہوشیار رہیں اور اُن کی صحبت سے بچیں۔

جو لوگ جھوٹ، خیانت، بددیانتی اور دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے شیطانی ذرائع کو اپنے رزق اور کامیابی کا ذریعہ بناتے ہیں۔ ان کا خدا تعالیٰ کی ربوبیت سے رشتہ کٹ جاتا ہے۔ پس ان آیات میں اللہ تعالیٰ واضح فرما رہا ہے کہ میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، صرف میری عبادت کرنا۔ یہ صراطِ مستقیم ہے۔ جبکہ تم نے اپنے اعمال و افعال میں تو شیطان کو معبود بنا کر رکھا ہے اور ریاکاری سے مجھے کہتے ہو۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ؟ جاؤ جس شیطان کی عبادت کر رہے ہو اُسی سے مدد مانگو۔

پس جب خدا نے خلافت کی برکات میں فرمایا کہ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ وہ صرف میری عبادت کریں گے۔ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡـًٔا میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ تو اس سے واضح ہو گیا کہ خلافت سے محبت کرنے والے اپنے کسی قول یا فعل میں شیطان کی عبادت کر کے اُسے اللہ کا شریک نہیں بناتے۔ خلافت سے محبت و وابستگی کے نتیجے میں ان کا نفس شیطانی تسلّط سے آزاد ہو جاتا ہے اور اُن کی ہر حرکت و سکون اللہ کی عبادت کا اظہار کر رہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ الَّذِیۡنَ اجۡتَنَبُوا الطَّاغُوۡتَ اَنۡ یَّعۡبُدُوۡهَا وَ اَنَابُوۡۤا اِلَی اللّٰهِ لَهُمُ الۡبُشۡرٰی ۚ(الزمر : 18) کہ جو لوگ سرکش اور شیطانی ہستیوں کی عبادت سے اجتناب کرتے ہیں اور اللہ کی طرف جھکتے ہیں اُن کیلئے خوشخبری ہے۔

یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ تم بیک وقت شیطانوں اور سرکش لوگوں کے بندے بھی بن جاؤ اور اللہ کے بندے بھی۔ تمہیں اِن میں سے ایک کی بندگی چھوڑنی پڑے گی۔ اگر تم اللہ کے عبادت گزار بننا چاہتے ہو تو شیطان کی بندگی چھوڑ دو۔ اگر شیطان کے پیچھے چلو گے تو تمہارا خدا سے تعلق ٹوٹ جائے گا اور تمہاری عبادتیں محض ریاکاری ہونگی۔ اور ایسی عبادتیں تمہارے نفس کی اصلاح کرنے کی بجائے، اُسے ہلاک کرنے کا باعث ہوں گی۔ جیسے فرمایا۔ فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ۔الَّذِیۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ۔ (الماعون) کہ جو لوگ نماز کی حقیقت سے بے خبر ہو کر نماز پڑھتے اور محض ریاکاری کرتے ہیں، اُن کے لئے ہلاکت ہے۔

پس جب خلافت کے متعلق فرمایا کہ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡـًٔا تو یہ واضح ہو گیا کہ خدا تعالیٰ کے حضور خلافت سے محض ریاکاری کی محبت کام نہیں آئے گی بلکہ ایسی محبت جس سے آپ کا نفس شیطانی اعمال سے پاک نظر آئے اور اس میں الٰہی رنگ جھلکتا ہو۔ یہ اصل محبت ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے آخری زمانہ میں دجّال کے عظیم فتنے کا ذکر فرمایا ہے جس کی ہلاکت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں مقدر ہے۔ حضور ﷺ نے دجّال کے فتنے سے محفوظ رہنے کے لئے سورۃ کہف کی پہلی اور آخری دس آیات پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ سورہ کہف کی پہلی آیات پر غور کریں تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ دجّال کون ہے۔ اس کا مقابلہ کرنے والے کون ہیں۔

ان آیات پہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دجّال وہی ضالّین

ہیں جو خدا کا بیٹا بناتے ہیں۔جن کو شیطان نے گمراہ کر دیا اور وہ شیطانی اعمال میں مبتلا ہو گئے اور فرمایا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصَّالِحَاتِ ان کے مقابل پہ بشارت ہے ان کے لئے جو مومن اور عمل صالح کرنے والے ہیں۔یعنی جو خلافت کے ساتھ وابستہ ہوں گے۔مراد یہ کہ آنے والا مسیح موعود دجّال کے شیطانی اعمال کے مقابلے میں اصلاح نفس کرنے والی جماعت قائم کرے گا اور دلائل کیساتھ انسانیت سے دجّالیت کے اثر کو مٹانے کی بنیاد رکھ دے گا۔ اور یہ رُوحانی جہاد اللہ کی قائم کردہ قدرت ثانیہ کی قیادت میں جاری رہے گا۔ شیطان گمراہی کے جال پھینکے گا لیکن خلافت کی قیادت میں شیطانی تدبیریں خاک میں ملا دی جائیں گی۔ بالآخر ایمان اور عمل صالح کرنے والوں، یعنی خلافت کے پیروکاروں کو اللہ تعالیٰ کامیابی کی بشارت دے رہا ہے۔

پس خلافت سے محبت کا دعویٰ ہے تو ہمیں شیطان کے اندرونی دجل، جھوٹ، فریب اور ملمّع سازی کے بُت کو بھی پاش پاش کرنا ہوں گے۔اگر ہمارے اندر یہ جڑ پکڑ رہے ہیں تو پھر خلافت سے محبت کے زبانی دعووں کی ملمّع سازی ہمارے کسی کام نہ آئے گی۔بلعم باعور بھی ظاہری نیکی اور تقویٰ کم نہ تھا۔لیکن اپنی نیکیوں کے زعم میں حکومت وقت کے ساتھ مل کر جب وہ حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ پر آیا تو ہلاکت اس کا مقدر بن گئی۔

قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ سے پوچھا کہ اے موسیٰ! یہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔آپ نے عرض کی کہ یہ میرا عصاء ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ اسے زمین پہ پھینک دے۔آپؑ نے پھینک دیا۔تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سانپ بن گیا ہے۔آپؑ گھبرائے تو اللہ نے فرمایا ڈرنا نہیں اسے پکڑ لے۔ (تیرے ہاتھ میں آئے گا تو) ہم اسے واپس اصل حالت میں لوٹا دیں گے۔حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ میں آنے پر وہ دوبارہ عصا بن گیا۔یہ ایک کشفی نظارہ تھا۔عصا سے مراد دراصل جماعت ہوتی ہے۔اس میں بتایا گیا کہ اگر قوم نبی یا خلیفہ کے ہاتھ میں رہے گی تو صالح اور مضبوط ہوگی اگر اس سے رُوگردانی کرے گی تو رُوحانی طور پر سانپ کی طرح زہریلی بن جائے گی۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قوم کی اصلاح کا حقیقی ذریعہ صحبت صلحاء ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے خلافت کا قیام فرما کر اس دَور میں اصلاح نفس کا ایک بہترین ذریعہ عطا فرمایا ہے جس کی قدر کرنا ہمارا فرض ہے کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (ابراہیم:8) اگر تم شکر کرو گے تو میں مزید عطا کروں گا اور اگر انکار کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔ چنانچہ تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی نے انکار کیا تو خدا کی نظروں سے گر گئی۔حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے نے انکار کیا اور تباہ و برباد ہوگیا۔ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا بیٹا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے مقابل پر آیا، تو تاریخ میں اُس کا یہ فعل نفرت کی نگاہ سے یاد رکھا گیا۔ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے خلافت کے مقابل پہ کھڑا ہو کے بدنامی و رسوائی کے سوا کیا حاصل کیا؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے کہ اِنِّیْ مُعِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَكَ وَاِنِّیْ مُهِيْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ۔ کہ جو تیری مدد کرے گا میں اس کی مدد کروں گا اور جو تیری اہانت کرے گا میں اسے ذلیل و رسوا کر دوں گا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’تم یقیناً یاد رکھو اگر تم میں وفاداری اور اخلاص نہ ہو تو تم جھوٹے ٹھہرو گے۔اور خدا تعالیٰ کے حضور راستباز نہیں بن سکتے۔ایسی صورت میں دشمن سے پہلے وہ ہلاک ہوگا جو وفاداری کو چھوڑ کر غدّاری کی راہ اختیار کرتا ہے۔خدا تعالیٰ فریب نہیں کھا سکتا اور نہ اسے کوئی فریب دے سکتا ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ تم سچا اخلاص اور صدق پیدا کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 138)

پھر فرمایا

’’صادقوں کی صحبت میں رہنا ضروری ہے۔بہت سے لوگ ہیں جو دُور بیٹھ رہتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ کبھی آئیں گے۔اِس وقت فرصت نہیں ہے۔بھلا تیرہ سو سال کے موعود سلسلہ کو جو لوگ پالیں اور اُس کی نصرت میں شامل نہ ہوں اور خدا اور رسول کے موعود کے پاس نہ بیٹھیں، وہ فلاح پا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔۔۔۔۔ہم نے بارہا اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ وہ بار بار یہاں آ کر رہیں۔اور فائدہ اُٹھائیں، مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔لوگ ہاتھ میں ہاتھ دے کر دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں مگر اِس کی پرواہ کچھ نہیں کرتے۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ سے مکر کرنا مومن کا کام نہیں۔ جب موت کا وقت آ گیا پھر ساعت آگے پیچھے نہ ہوگی۔ وہ لوگ جو اس سلسلہ کی قدر نہیں کرتے اور۔۔۔۔۔ یہاں آ کر میرے پاس کثرت سے نہیں رہتے اور اُن باتوں کو جو خدا تعالیٰ ہر روز اپنے سلسلہ کی تائید میں ظاہر کرتا ہے نہیں سنتے اور دیکھتے، وہ اپنی جگہ پر کیسے ہی نیک اور متّقی اور پرہیزگار ہوں۔مگر میں یہی کہوں گا کہ جیسا چاہئے انہوں نے قدر نہیں کی۔۔۔۔۔پس اگر تم واقعی اس سلسلہ کو شناخت کرتے ہو اور خدا پر ایمان لاتے ہو اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا سچّا وعدہ کرتے ہو تو میں پوچھتا ہوں کہ اس پر کیا عمل ہوتا ہے؟ کیا كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ:119) کا حکم منسوخ ہو چکا ہے؟ اگر واقعی تم ایمان لاتے ہو اور سچّی خوش قسمتی یہی ہے تو اللہ تعالیٰ کو مقدم کر لو۔اگر ان باتوں کو ردّی اور فضول سمجھو گے تو یاد رکھو! خدا تعالیٰ سے ہنسی کرنے والے ٹھہرو گے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول، ایڈیشن 2003 قادیان، صفحہ 124،125)

اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آپ کا یہ ارشاد آپؑ کی خلافت کے ذریعہ قائم ہے کہ خلیفۂ وقت کی صحبت میں بیٹھ کر آپ کی باتیں سنی جائیں اور ان پر کما حقہٗ عمل کر کے اپنی اصلاح کی جائے۔آج بزرگان اُمّت کی صدیوں پہلے کی گئی پیشگوئیاں اس شان کے ساتھ پوری ہو رہی ہیں کہ انکار کی گنجائش ہی باقی نہیں رہی۔

حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ’’اُس وقت آسمان سے ایک منادی امام مہدی کے نام کا اعلان کرے گا۔اس کو مشرق و مغرب کے سب لوگ سنیں گے۔اِس آواز سے سوئے ہوئے لوگ جاگ جائیں گے اور بیٹھے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم کرے گا جو اِس آواز پر توجہ دیتے ہوئے اِسے قبول کرلے گا۔

(بحارالانوار جلد 52صفحہ 230۔دارالاحیاء التراث العربی بیروت)

اسی طرح حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک منادی امام مہدی کا نام لیکر آواز دے گا۔ یہ آواز عام ہوگی۔اور اسے ہر قوم اپنی اپنی زبان میں سنے گی۔

(بحارالانوار جلد 52صفحہ 448باب 25۔ علامات ظهوره عليه السلام من السفياني والدّجال)

اسی طرح امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ ’’امام مہدی کے دَور میں اگر کوئی مومن مشرق میں ہوگا تو وہ اپنے مغرب میں بیٹھے ہوئے بھائی کو دیکھ لے گا اور مغرب والا مشرق والے کو دیکھ لے گا۔ (ایضا)

آج خلیفۂ وقت ان پیشگوئیوں کے مطابق MTA کی شکل میں امام مہدی کے نام کی منادی کر رہے ہیں گویا آسمان سے آواز آ رہی ہے کہ

اسمعوا صوت السّماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
آسماں بارد نشان الوقت می گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بے قرار

آج خدا نے MTA کے ذریعے خلیفۂ وقت اور عوام کے درمیان فاصلہ ختم کر دیا ہے۔ اور اگر آپ حالات کے پیشِ نظر خلیفۂ وقت کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے تو خلیفۂ وقت ایم ٹی اے کی برکت سے ہر روز آپ کے گھر میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔جتنا قریب سے آج خلیفۂ وقت کو دیکھنے اور آپ کی باتیں سننے کا موقع ہے، یہ موقع انسانی تاریخ میں کسی نبی یا خلیفہ کے دَور میں نہیں آیا۔لہٰذا اب اگر کوئی اپنے گھر میں بھی وقت نکال کے خلیفۂ وقت کی باتوں کو نہیں سنتا اور نہیں دیکھتا تو وہ بزرگانِ امت کی پیشگوئیوں کی قدر کرنے سے انکاری ہے اور بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسے لوگ خواہ اپنی جگہ پر کیسے ہی نیک اور متّقی اور پرہیزگار ہوں، وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت کی بے قدری کر کے خدا سے استہزا کرنے والے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

’’ایک بہت بڑی تعداد اللہ کے فضل سے خلافت سے وفا اور اخلاص کا تعلق رکھتی ہے۔لیکن یاد رکھیں یہ ریزولیوشنز، یہ خط، یہ وفاؤں کے دعوے تب سچے سمجھے جائیں گے۔۔۔جب آپ ان دعووں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں۔یہ کہ وقتی جوش کے تحت نعرہ لگا لیا اور جب مستقل قربانیوں کا وقت آئے۔۔۔۔۔تو سامنے سو سو مسائل کے پہاڑ کھڑے ہو جائیں۔پس اگر یہ دعویٰ کیا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی خاطر خلافت سے محبت ہے تو پھر۔۔۔خلیفۂ وقت کی طرف سے تقویٰ پر قائم رہنے کی جو تلقین کی جاتی ہے۔۔۔اس پر عمل کریں۔۔۔۔تو پھر تمہاری کامیابیاں ہیں۔ورنہ پھر کھوکھلے دعوے ہیں کہ ہم یہ کر دیں گے اور ہم وہ کر دیں گے ہم آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جولائی 2005ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 15 جولائی 2005)

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت سے حقیقی محبت کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے اقوال و افعال خلافت سے وفا کا عملی نمونہ پیش کرنے والے ہوں۔ آمین

ابو محمود ین ابن ایف آرنسل

شانِ خاتم الانبیاءؐ

و عرفت من تفهيم احمد احمدا

اپنے آقا مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مدح میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولوی نور الدین صاحبؓ نے ایک عربی قصیدہ لکھا اور فرمایا

وعرفت من تفهيم احمد احمدا

اللہ کی قسم! اس احمد (یعنی مسیح موعود) کے سمجھانے سے ہی مجھے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ مقام کی صحیح معرفت حاصل ہوئی ہے

اس سلسلے میں حضرت مسیح موعودؑ کی چند تحریریں بطور نمونہ پیش ہیں

تمام نبیوں سے عہد

حضرت احمد مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ”سورۃ آل عمران جزو تیسری میں مفصل یہ بیان ہے کہ تمام نبیوں سے عہد و اقرار لیا گیا کہ تم پر واجب و لازم ہے کہ عظمت و جلالیت شان ختم الرسل پر جو محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ایمان لاؤ اور ان کی اس عظمت اور جلالیت کی اشاعت کرنے میں بدل و جان مدد کرو“

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد دوم صفحہ 280 حاشیہ)

شان احمد عربی

زندگی بخش جام احمد ہے
کیا ہی پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا
سب سے بڑھ کر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہم نے پھل کھایا
میرا بستاں کلام احمد ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

عربوں سے خطاب

وما ادراكم من ذالك النبى محمد المصطفى سيد الاصفياء و فخر الانبياء و خاتم الرسل و امام الورى ـ قد ثبت احسانه على كل من دب على رجلين و مشى قد ادرك وحيه كل فائت من رموز و معان و نكات على _ و احيا دينه كل ما كان ميتا من معارف الحق و سنن الهدى

اللهم فصل وسلم و بارك عليه بعدد كل ما فى الارض من القطرات والذرات والاحياء والاموات و بعدد كل ما فى السموات و بعدد كل ما ظهر واختفى و بلغه منا سلام يملا ارجاء السماء

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 420_421)

ترجمہ:

”... تم کیا جانو کہ اس نبی کی کیا شان ہے وہ محمد مصطفیٰ ہے، برگزیدوں کا سردار، نبیوں کا فخر، خاتم الرسل اور دنیا کا امام۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہر انسان پر ثابت ہے اور آپ کی وحی نے تمام گزشتہ رموز و معارف و نکات عالیہ کو اپنے اندر سمیٹ لیا ہے اور جو معارف حقہ اور ہدایت کے راستے معدوم ہو چکے تھے ان سب کو آپ کے دین نے زندہ کر دیا

اے اللہ تو روئے زمین پر موجود پانی کے تمام قطروں اور ذروں اور زندوں اور مردوں اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ ظاہر یا مخفی ہے ان سب کی تعداد کے برابر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت اور سلامتی اور برکت بھیج اور ہماری طرف سے آپ کو اس قدر سلام پہنچا جس سے آسمان کناروں تک جائے“

(بحوالہ مصالح العرب جلد اول مؤلفہ محمد طاہر ندیم مربی سلسلہ عربک ڈیسک یو کے صفحہ 2-3)

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

اطفال کارنر

بچوں میں حصول علم کا شوق کیسے پیدا کیا جاسکتا ہے؟

مطالعہ خواہ دینی علم کا ہو یا دنیاوی انسانی شخصیت نکھارنے اور معاشرے میں ترقی کے لیے بہت ضروری ہے۔ مطالعہ سے افراد کی اجتماعی زندگی میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ مفید اور اعلیٰ ادب کے مطالعہ نے انسانی تاریخ میں ایسی ایسی انقلابی تبدیلیاں پیدا کی ہیں کہ آج کا دور جدید اور سائنسی ترقی یافتہ دور کہلاتا ہے اور پڑھی لکھی بستیوں اور ان پڑھ بستیوں کے مکینوں کے رہن سہن، آداب گفتگو کے حوالے سے بہت فرق ہے۔ آنحضور ﷺ نے ہر مسلمان پر علم کا حصول ان الفاظ میں فرض قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ”طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَةٍ۔“

لیکن آج اس سائنسی دور میں جدید ایجادات کی وجہ سے بچوں کا رجحان مطالعہ سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ آئیں! دیکھتے ہیں کہ ہم کیسے ان Teenage بچوں میں مطالعہ کے حصول کا شوق پیدا کر سکتے ہیں۔

جب ہمارے ذہن میں کتاب کا لفظ آتا ہے تو ساتھ ہی ساتھ استاد کا لفظ دماغ میں ابھرتا ہے کیونکہ استاد اور کتاب لازم و ملزوم ہیں اور استاد کے لفظ پر جب غور کیا جائے تو سب سے اول ماں اور باپ کی شخصیات ذہن میں ابھرتی ہیں کیونکہ ماں کی گود ہی پہلا اسکول اور پہلی نرسری ہے۔ ماں کو دعاؤں کے ساتھ، تسبیحات کے ساتھ مادی دودھ کے ساتھ روحانی غذا بھی مہیا کرنی ہوتی ہے۔ اس لیے قرآن کریم کی تلاوت، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی کتب سے اقتباسات بلند آواز سے پڑھتے رہنا چاہیے۔ یہ خیال نہ کرے کہ بچہ تو ابھی سمجھتا نہیں، وہ سنتا نہیں اور اس کے دماغ کی صاف سلیٹ پر کچھ اچھی باتیں نقش ہو رہی ہوتی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے قرآن کریم پہلی دفعہ اپنی ماں کے پیٹ میں سنا تھا۔ جونہی بچے سوچنے سمجھنے اور بولنے کی عمر کو پہنچیں یسرنا القرآن پڑھانا چاہیے۔ قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ کی طرف توجہ دلائی جائے۔

آج کل جس طرح مائیں علی الصبح بچوں کو اسکولز کے لیے تیار کرتی ہیں ویسا شوق ماؤں میں بچوں کو دینی علوم سکھانے کے لیے بھی ہونا چاہیے۔

گھروں میں کھانے کے اوقات میں سے کسی ایک پر فیملی کلاسز کا اجراء بھی بچوں میں تعلیم کے شوق کو بڑھائے گا۔ بچوں کو مختلف میدانوں میں کامیابی پر یا خوشی کے مواقع پر اچھی کتب بطور مطالعہ دینی چاہیں۔ اسی طرح ایک ماں ایک معمولی بچے کو سونا بنا دے گی۔ آنحضور ﷺ نے ”المھد“ کے الفاظ استعمال فرما کر اس طرف توجہ دلائی کہ ماں کی گود یا پنگوڑھے سے ہی علم کا آغاز ہوتا ہے۔

جدید ایجادات بالخصوص الیکٹرانک میڈیا جہاں بچوں کے اخلاق پر تبر کا کام کر رہا ہے وہاں ان کے ذریعہ بچوں میں شوق بھی پیدا کیا جاسکتا ہے۔ جیسے کمپیوٹر پر DVD وغیرہ پر CD کے ذریعہ حضور انور کے خطبات و ارشادات سنائے جاسکتے ہیں۔ Portable Drive کے ذریعہ ہیڈ فونز پر جہاں بچے گانے سنتے ہیں وہاں نظمیں بھروا کر دی جاسکتی ہیں۔ بچوں کو آج کل موبائل فونز کی addiction ہے۔ موبائل فونز میں قرآن کریم کی تلاوت ترجمہ کے ساتھ، احادیث اور اچھے تربیتی اقتباسات بھروا کر دیے جاسکتے ہیں۔ الغرض ان تمام جدید ایجادات کو ہم اپنے بچوں کی اعلیٰ تربیت کے لیے بھرپور انداز میں استعمال کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمارے بچوں میں مطالعہ کتب کا شوق اور حصول علم کی تڑپ پیدا ہو جائے آمین۔

(فرخ شاد)

بقیہ: انسان کا دل خدا کا گھر ہے...... از صفحہ 3

کے لیے دل کا صاف ستھرا ہونا ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”پہلے گھر صاف ہو تو پھر دوسرے لوگوں کی اصلاح ہوسکتی ہے۔“

(ملفوظات: جلد دہم صفحہ 116)

جب اپنا دل صاف ہو تو سچے دل سے نکلی ہوئی بات دوسروں کے قلب و ذہن پر اپنا نقش چھوڑ جاتی ہے۔ اسی لئے تو مشہور ہے کہ:

”جو دل سے نکلتی ہے، وہ اثر رکھتی ہے“

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

سخن کز دل بروں آید نشیند لا جرم بر دل

کہ بات جو کسی کے دل سے نکلتی ہے وہ دوسروں کے دل پر بیٹھ جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس ضرب المثل کا ذکر زیر عنوان ”فلاح الدارین کے حصول کے طریق“ کے تحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”پس پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو۔ کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ زبان سے قیل و قال کرنے والے تو لاکھوں ہیں۔ بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر منبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیاء قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تکبر نہ کرو، بدکاریوں سے بچو مگر جو اُن کے اپنے اعمال ہیں اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں ان کا اندازہ اس سے کرلو کہ ان باتوں کا اثر تمہارے دل پر کہاں تک ہوتا ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل، ایڈیشن 2016ء صفحہ 57)

اللہ تعالی ہم سب کو اپنے دل اور سینہ کو دنیا و مافیہا کی آلائشوں جیسے کینہ، بغض، نفرت، ریاکاری، جھوٹ، تکبر، بدکاری اور بد رسوم وغیرہ سے محفوظ رکھنے کی توفیق دیتا رہے آمین۔

(ابوسعید)

انصر رضا۔ واقفِ زندگی، کینیڈا

عاقب کے معنی میں تحریف

ختم نبوت کے حق میں ایک حدیث بطور دلیل پیش کی جاتی ہے جس کے مطابق نبی اکرم ﷺ سے یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔لیکن مندرجہ ذیل حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ الفاظ ’’عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے‘‘ نبی اکرم ﷺ کے نہیں بلکہ ایک مشہور تابعی الزہری کے ہیں جو اکثر احادیث بیان کرتے وقت وضاحت کے لئے کچھ کہہ دیتے ہیں۔ علماء اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے اور اپنا مؤقف صحیح ثابت کرنے کے لئے یہ نہیں بتاتے کہ یہ الفاظ نبی اکرم ﷺ کے نہیں ہیں اور انہیں حدیث رسول ﷺ کہہ کر پیش کرتے ہیں۔

(و أنا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی) الظاهر أن هذا تفسیر للصحابی أو من بعده۔ و فی شرح مسلم قال ابن الاعرابی: العاقب الذی یخلف فی الخیر من کان قبله۔ و منه یقال: عقب الرجل لولده (متفق علیه) و رواه مالك و الترمذی و النسائی۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح از ملا علی القاری۔ الجز العاشر۔ کتاب الفضائل والشمائل۔ باب اسماء النبی ﷺ و صفاته۔ صفحہ 457)

اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ تفسیر کسی صحابی کی یا ان کے بعد کسی کی ہے۔ اور شرح مسلم میں ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ العاقب وہ ہوتا ہے جو اپنے سے پہلے کسی نیکی کا کام کرنے والے کے بعد آ کر وہ نیکی کا کام کرے۔ اور اس میں یہ بھی کہا جاتا ہے مرد اپنے بیٹے کے پیچھے آیا۔ (متفق علیہ) اسے مالک، ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از ملا علی القاری۔ جلد دس۔ کتاب الفضائل و الشمائل۔ باب اسماء النبی ﷺ و صفاته۔ صفحہ 457)

قیل هذا من قول الزهری فیکون مدرجًا فی الحدیث

(الشمائل المحمدیه از ابی عیسٰی محمد بن سَوْرَۃَ التِرمذی۔ صفحہ 177)

کہا جاتا ہے کہ یہ زہری کا قول ہے اور یہ حدیث کے متن میں مدرج یعنی اضافہ ہے۔

(الشمائل المحمدیه از ابی عیسٰی محمد بن سَوْرَۃَ التِرمذی۔ صفحہ 177)

زاد مسلم وغیره من طریق ابن عیینه و العاقب الذی لیس بعده نبی و هو مدرج من تفسیر الزهری فروی الطبرانی من طریق معمر عن الزهری فذکر الحدیث الیٰ قوله و انا العاقب قال معمر قلت للزهری ما العاقب قال الذی لیس بعده نبی۔

(تنویر الحولك شرح علی مؤطا مالك از جلال الدین السیوطی۔ الجزء الثالث۔ صفحہ 163)

مسلم اور ان کے علاوہ کچھ دوسروں نے ابن عیینہ کے طریق سے اس میں اضافہ کیا ہے کہ عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو اور یہ زہری کی تفسیر میں مدرج یعنی اضافہ ہے۔ الطبرانی نے معمر سے الزہری کے واسطہ سے روایت کیا اور اس حدیث کو اس قول تک بیان کیا کہ میں عاقب ہوں۔ معمر کہتے ہیں کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ عاقب کیا ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا وہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

(تنویر الحولك شرح مؤطا مالك از جلال الدین السیوطی جلد سوم صفحہ 163)

رپورٹ: حامد اقبال۔شعبہ تاریخ جامعہ احمدیہ جرمنی

عید میلاد النبیؐ کی شرعی حقیقت اور پیدا ہونے والی بدعات

مؤرخہ 3 نومبر 2021 بروز بدھ جامعہ احمدیہ جرمنی میں ’’مجلس ارشاد‘‘ کے تحت ایک لیکچر بعنوان

’’میلاد النبیؐ کی شرعی حقیقت اور پیدا ہونے والی بدعات‘‘

منعقد کیا گیا۔ اس لیکچر کے لئے مکرم و محترم رحمت اللہ بندیشہ صاحب استاذ جامعہ احمدیہ جرمنی کو درخواست کی گئی تھی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا، جو کہ عزیزم ثمر احمد بٹ صاحب نے کی۔ بعد ازاں محترم رحمت اللہ بندیشہ صاحب نے میلاد النبیؐ کے بارہ میں پُر از معلومات لیکچر دیا، جس کا خلاصہ اختصار کے ساتھ پیش ہے۔

لیکچر کے آغاز میں آپ نے اس بات کی وضاحت کی کہ آپ ﷺ کی تاریخ ولادت کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔

معروف طور پر یہ تاریخ 12 ربیع الاوّل مطابق 20 اگست 570ء بیان کی جاتی ہے۔ جبکہ ایک تحقیق مطابق 9 ربیع الاوّل مطابق 20 اپریل 571ء ہے۔ بعض مؤرخین کے اقوال کے مطابق آپ ﷺ کی ولادت ماہِ رمضان المبارک، بعض نے ولادتِ مبارک ماہ محرم یا ماہ صفر وغیرہ میں بھی بیان کی ہے۔

عید میلاد النبی ﷺ منانے کے حوالے سے فرمایا کہ شریعت اسلامی میں بطور تہوار ’’عید میلاد‘‘ منانے کا ثبوت نہیں ملتا صرف دو متفق علیہ عیدیں یعنی عید الفطر اور عید الاضحیہ کا تذکرہ ملتا ہے، یا جمعہ والے دن کو بھی عید کا دن قرار دیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اسلام میں صرف دو ہی عیدیں شارع علیہ السلام نے مقرر فرمائی ہیں۔ یا جمعہ کا دن ہے" (حیات نور باب ہفتم صفحہ 507)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ’’نبی کریمؐ نے کبھی اپنی سالگرہ نہیں منائی۔ قطعی طور پر یہ بھی ثابت ہے کبھی کسی نبی نے اپنی سالگرہ نہیں منائی۔ کبھی کسی صحابی نے اپنی یا اپنے بانی مذہب کی سالگرہ نہیں منائی۔۔۔ نہ صحابہ نے نہ تابعین نے اور نہ تبع تابعین نے‘‘

(الفضل 14/فروری 1994ء صفحہ 2)

دوران لیکچر کچھ ویڈیوز جس میں متفرق فرقوں کے لوگ ’’عید میلاد النبی ﷺ‘‘ کو منانے کے حوالے سے اپنے مؤقف کا اظہار کر دیتے ہیں اور اس موقع پر کی جانے والی بیہودہ بدعات دکھائی گئیں۔

مقرر مہمان نے جماعت احمدیہ میں جاری جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دور میں جب آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخانہ باتیں اور مضامین لکھے گئے تو آپؓ نے ایک طرف حکومت کو توجہ دلائی تو دوسری طرف مسلمانوں کو فرمایا کہ لوگ اس لئے آپ ﷺ کی ذات پر حملہ کرتے ہیں کہ وہ آپ ﷺ کے حالات زندگی سے ناواقف ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ کی سوانح پر کثرت کے ساتھ لیکچر دیئے جائیں کہ ہندوستان کا بچہ بچہ آپ ﷺ کے حالات زندگی سے واقف ہو جائے۔

لیکچر کے اختتام پر مہمان مقرر نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک اقتباس پیش کیا جس میں حضور نے خلاصۃً جماعتی موقف واضح کیا ہے۔ فرمایا ’’بہرحال خلاصہ یہ کہ مولود کے دن جلسہ کرنا،

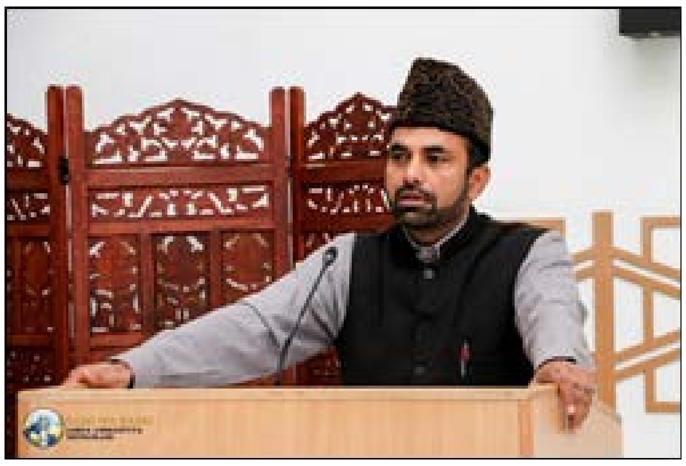

کوئی تقریب منعقد کرنا منع نہیں ہے بشرطیکہ اس میں کسی بھی قسم کی بدعات نہ ہوں۔ آنحضرتؐ کی سیرت بیان کی جائے۔ اور اس قسم کا (پروگرام) صرف یہی نہیں کہ سال میں ایک دن ہو۔ محبوب کی سیرت جب بیان کرنی ہے تو پھر سارا سال ہی مختلف وقتوں میں جلسے ہو سکتے ہیں اور کرنے چاہئیں اور یہی جماعت احمدیہ کا تعامل رہا ہے، اور یہی جماعت کرتی ہے۔ اس لئے یہ کسی خاص دن کی مناسبت سے نہیں، لیکن اگر کوئی خاص دن مقرر کر بھی لیا جائے اور اس پہ جلسے کئے جائیں اور آنحضرتؐ کی سیرت بیان کی جائے بلکہ ہمیشہ سیرت بیان کی جاتی ہے۔ اگر اس طرح پورے ملک میں اور پوری دنیا میں ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ ہے کہ بدعات شامل نہیں ہونی چاہئیں۔ کسی قسم کے ایسے خیالات نہیں آنے چاہئیں کہ اس مجلس سے ہم نے جو برکتیں پالی ہیں ان کے بعد ہمیں کوئی اور نیکیاں کرنے کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ بعضوں کے خیال ہوتے ہیں۔ تو نہ افراط ہو نہ تفریط ہو۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل جلد نمبر 16 شمارہ نمبر 14 مورخہ 3 اپریل تا 9 اپریل 2009ء صفحہ 5 تا صفحہ 7)

پروگرام کے اختتام پر مکرم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ جرمنی نے معزز مہمان کا شکریہ ادا کیا اور طلبہ کو فرمایا کہ آج کے لیکچر کا مقصد آپ کے سامنے مسلمانوں کی خراب حالت، جہالت اور رسوم و بدعات جو ان میں پیدا ہو گئی ہیں کا نقشہ کھینچنا تھا۔ انہیں لوگوں کی تربیت ہمارا کام ہے ان کی اصلاح ہماری ذمہ داری ہے۔ اس لئے ہمیں بھی اپنے اندر ایمان رسول کی محبت اور خلافت کے ساتھ ایک مضبوط تعلق بنانا ہو گا۔

پروگرام کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا۔

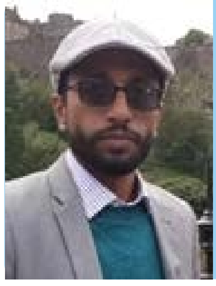

رپورٹ: عبدالہادی قریشی ۔نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن سیرالیون

اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بو ریجن سیرالیون

مکرم اثمار احمد صاحب ریجنل ناظم تربیت بو ریجن تحریر کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ Bo ریجن کو اپنا چھ مجالس پر مشتمل لوکل اجتماع کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالك۔

تیاری اجتماع

اجتماع سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں کامیابی سے اس کے انعقاد کے لیے دعا درخواست کی گئی۔لوکل اور ریجنل سیکرٹریز کو دعوت نامے ارسال کیے گئے اور تمام کاموں کے بہتر سرانجام دینے کے لیے آگاہی دی گئی۔ اورسوشل میڈیا کو استعمال کرتے ہوئے اس کی خوب تشہیر کی گئی۔ اس پروگرام کہ انعقاد کے لیے تمام خدام اور اطفال نے اجتماع فنڈ کی مد میں مالی قربانی میں حصہ لیا۔ خدام الاحمدیہ کا یونیفارم جوکہ سکارف اور مخصوص ٹوپیوں پر مشتمل ہے وہ تیار کیا گیااور خدام میں اسے تقسیم کیا گیاہے ریجنل مجلس عاملہ کی پروگرام کے حوالہ سے متعدد بار میٹنگ ہوئی اور اجتماع کی تیاریوں اور اس کے خوش اسلوبی سے انعقاد کا پلان مرتب کیا گیا۔انتظامی لحاظ سے ریجنل سیکرٹریز کی مختلف شعبہ جات پر ذمہ داریاں سونپی گئیں جن میں استقبال، رجسٹریشن، نظم و ضبط، طعام، ریفریشمنٹ، آب رسانی اور ترتیب شامل تھے۔

افتتاحی تقریب

باقاعدہ طور پر بروز اتوار 2 اکتوبر 2021ء کو ایک روزہ اجتماع کی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔اس کے بعد خدام الاحمدیہ کا عہد دہرایا گیا۔ اور بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا خوبصورت کلام۔نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے۔ پیش کیا گیا۔اجتماع کا افتتاح ریجنل مشنری مکرم مولوی عقیل احمد صاحب نے کیا جس میں انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد کہ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ کی طرف خدام کو توجہ دلائی۔ اور افتتاحی دعا کروائی۔

مقابلہ جات

اس کے بعد اجتماع کے مختلف مقابلہ جات شروع ہوئے۔اجتماع میں خدام اور اطفال کے لئے علمی اور ورزشی مقابلہ جات کا اہتمام کیا گیا تھا۔علمی مقابلہ جات میں مقابلہ تلاوت، مقابلہ حفظ القرآن، حفظ احادیث باترجمہ، حفظ دعائے قنوت باترجمہ، مقابلہ تقریر، مقابلہ اذان، مقابلہ قصیدہ، پیغام رسانی، اور دینی معلومات شامل تھے۔ ورزشی مقابلہ میں مقابلہ دوڑ تھا۔تمام مقابلوں میں خدام اور اطفال نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

خلاصہ خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع اجتماع خدام الاحمدیہ یوکے 2021ء

اجتماع کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کے اجتماع کے موقع پر ارشاد فرمودہ خطاب مختصر طور پر خدام اور اطفال کے سامنے ایڈیشنل ریجنل قائد مولوی حامد علی بنگورا نے پیش کیا گیا۔

رشتہ ناطہ

رشتہ ناطہ کے مسائل اور ان کے حل کے موضوع پر تربیتی لیکچر مولوی یوسف بائیاں صاحب نے پیش کیا۔جس میں انہوں نے خدام کو نصیحت کی کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں اور احمدیت کو اپنی نسلوں میں جاری رکھنے کے لیے احمدی مسلمات سے ہی رشتہ جوڑیں۔

اختتامی تقریب و تقسیم انعامات

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جس کے بعد عہد خدام دہرایا گیا۔ اور بعد ازاں خدام نے قصیدہ یا عین فیض اللّٰہ و العرفان دلنشین آواز میں گروپ کی صورت میں پیش کیا۔اس کے بعد ریجنل جنرل سیکرٹری مکرم اسکیپر صاحب نے اجتماع کی مختصر رپورٹ پیش کی۔اختتامی تقریب کے مہمانِ خصوصی مولوی ادریس احمد صاحب تھے۔انہوں نے مختلف مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام اور اطفال میں انعامات تقسیم کئے اور اختتامی خطاب میں احمدی نوجوانوں اور بچوں کو معاشرے کا مثالی فرد بننے کی تلقین کی اور آخر میں اختتامی دعا کروائی۔

ظہرانہ

جملہ شاملین کی خدمت میں پروگرام کے آخر پر کھانا پیش کیا گیا۔
کل حاضری 145 رہی۔

آج کی دعا

رَبِّ یَارَبِّ اِسۡمَعۡ دُعَائِیۡ فِیۡ قَوۡمِیۡ وَتَضَرُّعِیۡ فِیۡ اِخۡوَتِیۡ اِنِّیۡ اَتَوَسَّلُ اِلَیۡكَ بِنَبِیِّكَ خَاتَمِ النَّبِیِّیۡنَ وَشَفِیۡعِ وَمُشَفَّعِ لِلۡمُذۡنِبِیۡنَ۔ رَبِّ اَخۡرِجۡهُمۡ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلٰی نُوۡرِكَ۔ وَمِنۡ بَیۡدَاءِ الۡبُعۡدِ اِلٰی حُضُوۡرِكَ۔ رَبِّ ارۡحَمۡ عَلَی الَّذِیۡنَ یَلۡعَنُوۡنَ عَلَیَّ وَاحۡفَظۡ مِنۡ تَبِّكَ قَوۡمًا یَقۡطَعُوۡنَ یَدَیَّ وَاَدۡخِلۡ هُدَاكَ فِیۡ جِذۡرِ قُلُوۡبِهِمۡ وَاعۡفُ عَنۡ خَطِیۡئَاتِهِمۡ وَذُنُوۡبِهِمۡ وَاغۡفِرۡ لَهُمۡ وَعَافِهِمۡ وَوَادِعۡهُمۡ وَصَافِهِمۡ وَاَعۡطِهِمۡ عُیُوۡنًا یُبۡصِرُوۡنَ بِهَا وَاٰذَانًا یَسۡمَعُوۡنَ بِهَا وَقُلُوۡبًا یَفۡقَهُوۡنَ بِهَا وَاَنۡوَارًا یَعۡرِفُوۡنَ بِهَا وَارۡحَمۡ عَلَیۡهِمۡ۔ وَاعۡفُ عَمَّا یَقُوۡلُوۡنَ فَاِنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَا یَعۡلَمُوۡنَ۔ رَبِّ بِوَجۡهِ الۡمُصۡطَفٰی وَدَرَجَتِهِ الۡعُلۡیَا وَالۡقَائِمِیۡنَ فِیۡ اٰنَاءِ اللَّیۡلِ وَالۡغَازِیۡنَ فِیۡ ضَوۡءِ الضُّحٰی وَرِکَابٍ لَكَ تُعَدُّ لِلسُّرٰی وَرِحَالٍ تُشَدُّ اِلٰی اُمِّ الۡقُرٰی۔ اَصۡلِحۡ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَ اِخۡوَانِنَا۔ وَافۡتَحۡ اَبۡصَارَهُمۡ وَنَوِّرۡ قُلُوۡبَهُمۡ وَفَهِّمۡهُمۡ مَا فَهَّمۡتَنِیۡ وَعَلِّمۡهُمۡ طُرُقَ التَّقۡوٰی۔ وَاعۡفُ عَمَّا مَضٰی۔ وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ الۡعُلٰی۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 22-23)

ترجمہ: اے میرے ربّ! میری قوم کے بارے میں میری دعا اور میرے بھائیوں کے بارے میں میری گریہ وزاری سن۔ مَیں تیرے نبی خاتم النبیین اور گناہگاروں کے شفیع جس کی شفاعت قبول کی جائے گی کے واسطے تجھ سے عرض کرتا ہوں۔ اے میرے رب انہیں ظلمات سے اپنے نور کی طرف نکال لے آ اور دُوری کے دشت سے اپنے حضور لے آ۔ اے میرے رب ان پر رحم کر جو مجھ پر لعنت کرتے ہیں اور جو میرے ہاتھ کاٹتے ہیں۔ اس قوم کو ہلاکت سے بچا اور اپنی ہدایت کو ان کے دلوں میں داخل فرما اور ان کی خطاؤں اور گناہوں سے درگذر فرما اور ان کو بخش دے اور ان کو عافیت عطا فرما اور ان کی اصلاح فرما اور ان کو پاک فرما۔ ان کو ایسی آنکھیں عطا فرما جن سے وہ دیکھ سکیں۔ ایسے کان عطا فرما جن سے وہ سن سکیں اور ایسے دل عطا فرما جن سے وہ سمجھ سکیں اور ایسے انوار عطا فرما جن سے وہ سمجھ سکیں اور ان پر رحم فرما اور جو کچھ وہ کہتے ہیں ان سے درگذر فرما کیونکہ وہ ایسی قوم ہیں جو جانتے نہیں۔ اے میرے ربّ! حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بلند مقام کے صدقے اور ان کے صدقے جو راتوں کو قیام کرتے اور صبح کے وقت جنگ کرتے ہیں اور ان سواریوں کے صدقے جو تیری (رضا کی) خاطر راتوں کو سفر کرنے کے لئے تیار کی جاتی ہیں اور ان سفروں کے صدقے جو اُمّ القریٰ کی طرف کئے جاتے ہیں ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان صلح کے سامان فرما۔ اور ان کی آنکھیں کھول۔ اور ان کے دلوں کو منور فرما۔ اور انہیں وہ کچھ سمجھا دے جو تُو نے مجھے سمجھایا ہے اور ان کو تقویٰ کے طریق سکھا اور جو کچھ گزر چکا اس سے درگذر فرما۔ ہماری آخری دعا یہی ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو بلند آسمانوں کا رب ہے۔

یہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کی مسلم امہ کے لئے درد و تضرع سے بھری عاجزانہ دعا ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دعا ہے جو آپ نے مُسلم اُمّہ کے لئے بھی کی۔ ہمارے جو غیر از جماعت مسلمان بھائی ہیں ان کے لئے بھی عمومی طور پر کی۔ آپ فرماتے ہیں (مندرجہ بالا دعا) اللہ تعالیٰ اُمّت مسلمہ کی آنکھیں کھولے اور یہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی مخالفت سے باز آ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاون و مددگار بننے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دعاؤں کا حق ادا کرنے والا بنائے۔ خاص طور پر قادیان میں شاملین جلسہ دعاؤں پر بہت توجہ دیں اور اس جلسہ میں شمولیت کو اپنے اندر ایک انقلابی تبدیلی لانے والا بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 29/ دسمبر 2017ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

مرسلہ: ابو اثمار اٹھوال

This week with Huzur
05 نومبر 2021ء

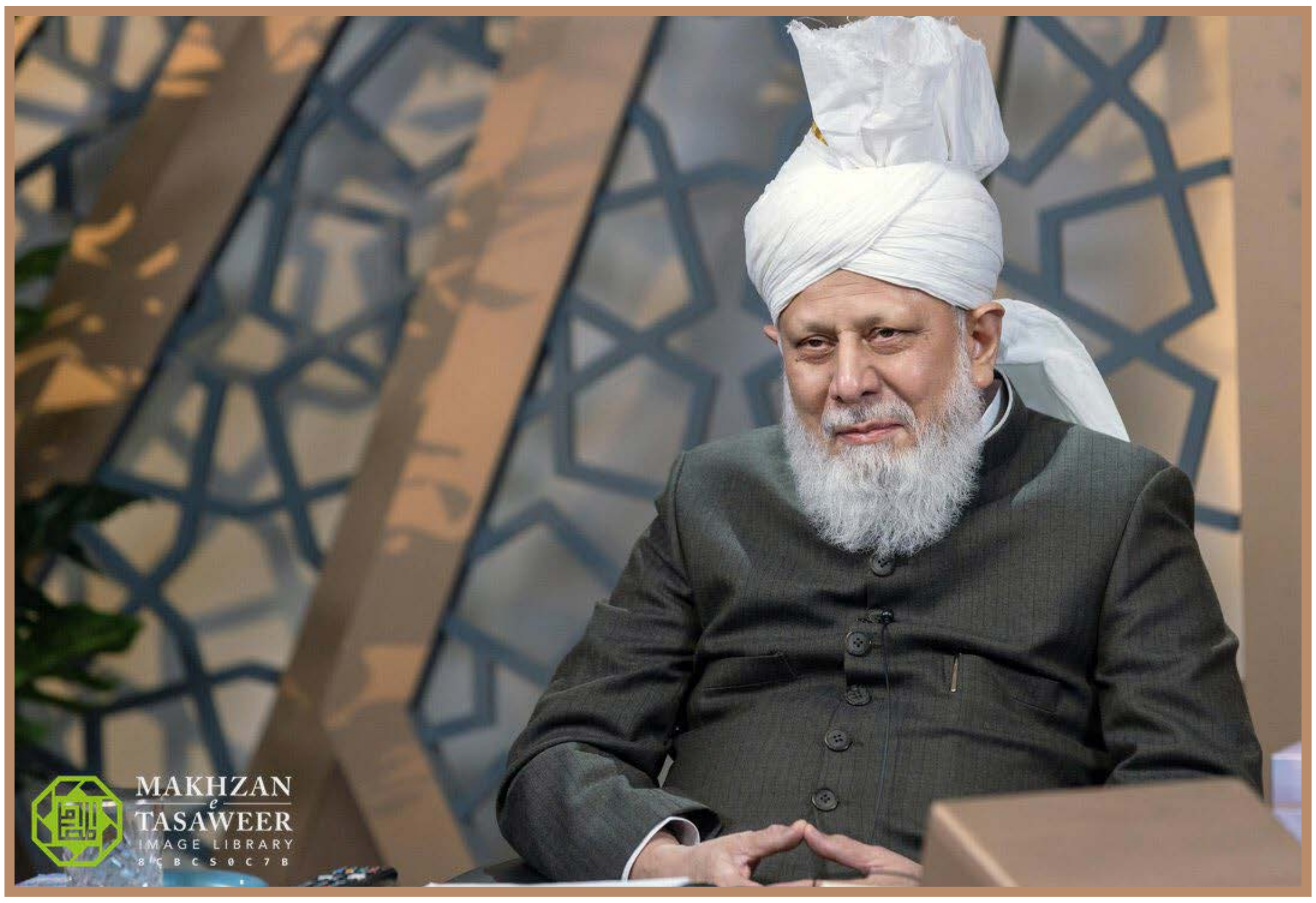

پچھلے ہفتے شمالی انگلستان اور سکاٹ لینڈ کی ناصرات کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ورچوئل ملاقات کا شرف حاصل ہوا اس کے علاوہ حضور ایدہ اللہ نے ہیومنٹی فرسٹ انٹرنیشنل کی عالمی کانفرس سے خطاب فرمایا۔

شمالی انگلستان اور سکاٹ لینڈ کی ناصرات کی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ورچوئل ملاقات

ہفتے کے روز شمالی انگلستان اور سکاٹ لینڈ کی ناصرات کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ورچوئل ملاقات کا شرف حاصل ہوا جس میں 13 سے 15 سال کی ناصرات نے مانچسٹر کی مسجد دارالامان سے شمولیت اختیار کی ۔اس ملاقات میں ناصرات نے حضور انور ایدہ اللہ سے مختلف مسائل پر رہنمائی حاصل کی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سوال: حضور! آج کل depression اور anxiety (ذہنی مایوسی اور ذہنی بے چینی) بہت عام ہوتی جارہی ہے حضور! کیا آپ اس سلسلہ میں رہنمائی فرما سکتے ہیں نیز آپ کا ذہنی صحت کے بارے میں کیا نظریہ ہے؟

حضور انور نے فرمایا: اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ لوگ دنیاوی اشیاء کے حصول میں بہت زیادہ لگے رہتے ہیں۔ لوگوں کی خواہشات کی ترجیحات بدل گئی ہیں بجائے اس کے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے قرب کے حصول میں کوشاں ہوں لوگ دنیاوی اشیاء کے حصول میں لگے رہتے ہیں اور یہی اس depression اور anxiety کی وجہ ہے۔ جب انسان کی خواہشات پوری نہ ہوں اور اسے وہ سب کچھ نہیں ملتا جو اس کا دل چاہتا ہے تو پھر انسان مایوس اور دل شکستہ ہو جاتا ہے۔ پھر یہی مایوسی انسان کو بے چینی کی حالت کی طرف لے جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ’’اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ‘‘ یعنی اللہ کے ذکر سے ہی دل اطمینان پکڑتے ہیں۔ پس انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ کو یاد کرے۔ جب بھی انسان کو کوئی مسئلہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ کے آگے جھکے، اگر انسان اپنی پنج وقتہ نماز خشوع وخضوع اور اخلاص سے ادا کرے گا تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے دل کو تسکین اور اطمینان بخشے گا اور اس کے نتیجہ میں وہ راحت اور آرام محسوس کرے گا۔ آج کل زیادہ تر مریض جنہیں یہ anxiety کا مسئلہ ہوتا ہے وہ اسی لیے ہے کہ وہ دنیاوی اشیاء کی طرف زیادہ راغب ہوتے ہیں۔ تو اگر انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اس کی بے چینی کا عالم کم از کم 80 فیصد بہتر ہو سکتا ہے۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ فضل فرمایا کہ آپ اس جماعت میں شامل ہیں جو اس زمانے کے مجدد یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی پیروی کر رہی ہے جس کی آمد کی پیشگوئی کی گئی تھی۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ بجائے اس کے کہ انسان دنیاوی اشیاء کے حصول میں لگا رہے اسے اپنے خالق کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جس سے پھر انسان کو اطمینان اور تسکین ملے گا۔

سوال: مذہب ہمیں برائی سے روکتا اور نیکیاں بجالانے کی تلقین کرتا ہے جبکہ ہم مذہب کے بغیر بھی نیک کام کر سکتے ہیں اور بدیوں سے گریز کر سکتے ہیں تو پھر ایسی صورت حال میں مذہب کے ہونے کی کیا ضرورت ہے؟

حضور انور نے فرمایا: جہاں تک اخلاقیات کا سوال ہے تو ایک دہریہ شخص کے بھی اچھے اخلاق ہو سکتے ہیں اور اس میں ہمیشہ سچ بولنے کی خوبی ہو سکتی ہے جبکہ ہو سکتا ہے کہ بعض مومنین میں یا کسی مذہب کے ماننے والوں میں وہ خوبی نہ ہو اور بعض دفعہ وہ جھوٹے لوگ ہوتے ہیں۔ اس طرح سے وہ دہریہ شخص ان مومنین سے بہتر ہو گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ دہریہ لوگ مانتے ہیں کہ تمام اچھے اخلاق خدا کے پیغمبروں اور انبیاء کے ذریعہ سے اس دنیا میں آئے یا ان کے ذریعہ سے لوگوں میں متعارف کروائے گئے۔ تو وہ اس بات کو مانتے ہیں کہ اچھے اخلاق ہم تک انبیاء کے ذریعہ سے پہنچے۔ تو یہ اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ مذہب ہی ہے جو دنیا میں انسانیت کے لیے نیک اخلاق لے کر آیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر کوئی غیر مومن یا کوئی دہریہ شخص جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتا لیکن ان میں اچھے اخلاق ہیں اور وہ نیک اعمال بجالاتے ہیں تو پھر ہم مذہب پر کیوں ایمان رکھیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ دنیاوی زندگی ہی واحد زندگی نہیں ہے۔ ہمارے وصال کے بعد بھی ایک زندگی ہے اور ہم یہ ایمان رکھتے ہیں اور تمام انبیاء نے بھی ہمیں یہی بتایا ہے کہ دنیاوی زندگی کے بعد ایک دائمی زندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب آپ اس دنیا میں نیکیاں کرو گی تو آپ اپنی ذمہ داریوں کو نبھا رہی ہو گی جو آپ کے خالق یعنی اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور حقوق العباد بھی ادا کر رہی ہو گی تو بالآخر اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آخرت میں اجر دے گا۔ پس اسی وجہ سے تو ہم کہتے ہیں کہ صرف اچھے اخلاق ہی نہ ہوں بلکہ ایک حقیقی مومن ،ایک مذہب کے حقیقی پیروکار کو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا چاہیے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تعلیم دی ہے اس کے مطابق چلیں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کریں قرآن کریم میں مذکور ہے کہ آپ کا مقصد پیدائش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں اور اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ اگر آپ اس کی عبادت کریں گی تو یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائیں گے بلکہ آپ کو فائدہ دیں گے جس سے اللہ تعالیٰ آپ کو اس جہاں میں بھی اور اگلے جہاں میں بھی ثواب عطا کرے گا اور دوسرا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حقوق العباد کی ادئیگی کرو۔ اس کا بھی اگلے جہاں میں ثواب ملے گا۔ ایک دہریہ ایک لامذہب انسان کو صرف اسی دنیا میں ثواب ملتا ہے۔ لیکن ایک مومن کو اسی دنیا میں بھی جزا ملتی ہے اور اگلے جہاں میں بھی۔ تو یہ ہے مذہب کی اتباع کرنے کا فائدہ۔

سوال: ہم سوشل اسٹڈیز میں دہشتگردی کے متعلق پڑھتے ہیں اور اکثر دفعہ دہشتگردی کو اسلام سے مناسبت دی جاتی ہے۔ ہم کیسے لوگوں کو سمجھا سکتے ہیں کہ دہشتگردی کا آغاز کسی مذہب سے نہیں ہوا بلکہ سیاسی مقاصد کے حصول کی وجہ سے شروع ہوا؟

حضور انور نے فرمایا: اسلامی تعلیمات کا دہشتگردی سے کسی قسم کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی قطعیت کے ساتھ قرآن کریم میں بیان فرمایا کہ ایک انسان کو قتل کرنا تمام انسانیت کو قتل کرنے کے مترادف ہے اور ایک جان کو بچانا گویا تمام انسانیت کو بچانے سے مشابہ ہے۔ پھر قرآن کریم فرماتا ہے کہ کسی بھی انسان کو بغیر حق کے قتل کرنا آپ کو دوزخ میں لے جائے گا۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ ایک مومن کو قتل کرنا آپ کو جہنم میں ڈال دے گا۔ مسلمان کیا کر رہے ہیں؟ مسلمان ایک دوسرے کے گلے کاٹ رہے ہیں تو وہ تمام مسلمان جو ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔ وہ قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ کے مطابق جہنمی ہیں۔ اسلام کہتا ہے کہ اسلام کو بزور شمشیر نہ پھیلاؤ بلکہ جب دشمنوں کے خلاف قتال کرنے کا پہلا حکم نازل ہوا جو سورۃ الحج میں مذکور ہے تو وہاں پر بڑے واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ آپ کو ان دشمنانِ اسلام کے خلاف قتال کرنے کی اجازت دی گئی ہے کیونکہ اگر تم نے اب ان کو چھوڑ دیا کہ وہ جو چاہیں کریں تو پھر آپ صفحہ زمین پر کوئی مذہب نہیں پاؤ گے۔ کوئی معابد ، کوئی گرجا، کوئی مندر یا کوئی مسجد کو کھڑے ہوتے ہوئے نہیں پاؤ گے۔ یہاں جو قتال کرنے کی اجازت دی گئی ہے اس کا اسلام کی حفاظت یا تبلیغ یا اسلام سے کوئی جوڑ

نہیں ہے بلکہ یہ دین کو بچانے کیلئے ہے جس میں یہودیت، عیسائیت اور دیگر مذاہب شامل ہیں۔ پس قرآن کریم میں یہ لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر آپ لوگ مقابلہ نہیں کرو گے تو نہ یہود کے معابد، نہ گرجے اور نہ ٹیمپلز وغیرہ قائم رہیں گے اور اس کے بعد فرمایا نہ ہی کوئی مسجد قائم رہے گی۔ یہ بات واضح کرتی ہے کہ اسلام ایک جنگ جُو مذہب نہیں ہے بلکہ سب مذاہب کی حفاظت کرتا ہے اور دہشتگردی اور انتہا پسندی کے خلاف ہے۔ آج کے دور میں کچھ لوگ جو اسلام کے نام پر کر رہے ہیں وہ دراصل اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ وہ قرآن کریم کی آیات کی غلط تشریح کر کے اپنے مطالب نکالنے کی کوشش کرتے ہیں مثلاً وہ جہاد کو اسلام میں جائز اور بہت ضروری قرار دیتے ہیں۔ وہ کس قسم کا جہاد کر رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ایک مومن دوسرے مومن کا قتل کرتا ہے تو وہ جہنم میں جائے گا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ دہشت گرد یا انتہاپسند ہیں وہ مسلمان ممالک میں ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔ یہاں یورپ میں آپ کو شاذ کے طور پر کوئی واقعہ ملے گا کہ وہ یہاں آ کر کسی غیر مسلم کا قتل کریں لیکن مسلمان ممالک میں وہ ایک دوسرے کا قتل کر رہے ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ بجائے جنت کے جہنم میں اپنی جگہ بنا رہے ہیں۔ اسلام تمام مذاہب کی حفاظت کرتا ہے اور اس کا دہشتگردی، شدت پسندی، دوسرے مذاہب کو تباہ کرنا یا اسلام کو تلوار سے پھیلانے سے کوئی تعلق نہیں۔

سوال: احمدی لڑکیوں کو کس میدان میں جانا چاہیے تا کہ وہ انسانیت اور جماعت دونوں کی خدمت کر سکیں؟

حضور انور نے فرمایا: آپ کی کیا رائے ہے؟ جس پر موصوفہ نے جواب دیا کہ میرا خیال ہے طِب میں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ پھر پہلی ترجیح طِب ہوئی، دوسری ٹیچنگ، تیسری انسانی حقوق کی وکالت، چوتھی انجینئرنگ پھر آج کل کے مسئلے کو مدنظر رکھتے ہوئے گلوبل وارمنگ۔ آپ اس مضمون کا بھی مطالعہ کرسکتی ہیں۔ پس ہر میدان جو انسانیت کے لئے فائدہ مند ہے، احمدی لڑکیوں کو اس میدان میں جانا چاہیے۔ پس لڑکیوں کے لئے پہلی ترجیح طب اور ٹیچنگ ہونی چاہیے۔ واقفین نو لڑکیوں کے لیے میں اسی کو ترجیح دیتا ہوں۔ ورنہ اور بھی بہت سے ایسے میدان ہیں جو انسانیت کے لئے فائدہ مند ہیں جنہیں احمدی لڑکیاں اختیار کرسکتی ہیں۔

سوال: حضور میرا سوال یہ ہے کہ احمدی لڑکیاں طالع شہید صاحب جیسی کیسے بن سکتی ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: جماعت کے مقصد کے لئے بہت محنت کرو۔ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پھیلاؤ، اچھی مومنہ اور اچھی احمدی مسلم لڑکی کی مثال قائم کرو تا کہ جب لوگ آپ کو دیکھیں تو وہ کہیں کہ یہ وہ لڑکیاں ہیں جو اسلام کی حقیقی تعلیم کا مجسمہ ہیں۔ پس جہاں تک شہادت کا تعلق ہے تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کس کو یہ مقام عطا فرمائے گا۔ لیکن ہمیں کم از کم اسلامی تعلیم پر عمل کر کے اور اچھا مومن اور مسلمان بن کے اپنا فرض ادا کرنا چاہیے۔

سوال: میرا سوال ہے کہ ناصرات کو ایسی صورت حال میں کیا کرنا چاہیے اگر ان کے والدین میں سے کوئی ان کو اسلام اور احمدیت کی تعلیم سے دور لے جانے کی کوشش کرتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: آپ کو خود فیصلہ کرنا ہو گا کہ آپ نے دینی تعلیمات کی پابندی کرنی ہے یا اپنے والدین کے حکم کو ماننا ہے۔ اگر آپ کا اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس پر یقین ہے تو اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ تم اپنے والدین کو کہہ دو کہ میں تو اپنے مذہب کی تعلیمات اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو مانوں گی۔ میں آپ میں سے کسی کی بھی بات نہیں مانوں گی۔

سوال: ہم اپنی زندگی میں ضروریات اور خواہشات کے مابین کیسے توازن قائم کر سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: آپ کو اپنی ترجیحات کا علم نہیں؟ آپ کی بنیادی ضروریات کیا ہیں؟ آپ کی بنیادی ضروریات میں اپنے آپ کو ڈھانپنے کے لیے کپڑے شامل ہیں اگر تمہارے والدین صاحبِ حیثیت ہیں تو ان کو اچھے کپڑوں کے لیے کہہ سکتی ہو۔ اگر وہ صاحبِ حیثیت ہیں تو وہ تمہیں اچھا کھانا مہیا کر سکتے ہیں۔ ورنہ بنیادی ضرورت میں کھانا آتا ہے جس کی انسان کو ضرورت ہے۔ اس کے برعکس اگر تم کہو کہ میں گھر میں تیار کیا گیا کھانا خواہ وہ سبزی ہے یا دال یا کوئی اور چیز نہیں کھاؤں گی بلکہ میں تو Nandos's ہی کھاؤں گی ورنہ نہیں۔ تو یہ اچھی بات نہیں۔ دل میں قناعت ہونی چاہیے اگر تم میں قناعت ہے تو یہی بنیادی چیز ہے۔ تمہاری جسمانی نشوونما کے لیے کھانے پینے کی ضرورت ہے۔ اپنے آپ کو ڈھانپنے کیلئے کپڑوں کی ضرورت ہے۔ اچھی تعلیم کے لیے سکول جانے کی ضرورت ہے لیکن اگر تم یہ کہو کہ میں پبلک سکول یا گورنمنٹ سکول نہیں جاؤں گی۔ اگر مجھے پرائیویٹ سکول جانے کا داخلہ نہ ملا تو میں پڑھائی نہیں کروں گی تو یہ درست نہیں ہوگا۔ اگر تمہارا مطالبہ ایسا ہے جو تمہارے والدین کی استطاعت سے بڑھ کر ہے تو یہ درست نہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ہیومنٹی فرسٹ انٹر نیشنل کانفرس سے خطاب

اگلے روز حضور انور ایدہ اللہ نے ہیومنٹی فرسٹ انٹرنیشنل کانفرس کی سلور جوبلی کے موقع پر اختتامی خطاب کرتے ہوئے کہ خدمت خلق ایک حقیقی مسلمان کے لیے ایک دینی فریضہ کی حیثیت رکھتی ہے فرمایا "اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب ہیومنٹی فرسٹ ایک منظم اور قابل احترام عالمی رفاہی تنظیم کی حیثیت رکھتی ہے۔ حقیقت میں ہیومنٹی فرسٹ کو وہ حیثیت حاصل ہو گئی ہے کہ دیگر NGO's یا ان سے ملتی جلتی رفاہی تنظیمیں اپنے رفاہی فرائض و مقاصد کی ادائیگی کے لیے اس سے مل کر کام کرنا چاہتی ہیں مثلاً ایک ملک میں ایک انٹرنیشنل NGO جو اقوام متحدہ کے ساتھ منسلک ہے اس نے اپنی خواہش اور ارادہ کا اظہار کیا کہ وہ ہیومنٹی فرسٹ کو فنڈز مہیا کرنا چاہتی ہے تا وہ ان کے لیے خدمت خلق اور رفاہی پراجیکٹس پر کام کریں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہیومنٹی فرسٹ کو دوسری رفاہی تنظیمیں بشمول ان تنظیموں کے جو اقوام متحدہ کے ساتھ منسلک ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتی اور اس پر اعتماد کرتی ہیں۔ یقیناً ایسا ہونا مقدر تھا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر آپ کے اخلاق اور رویے اچھے ہیں تو لوگ آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور آپ کو لگے گا کہ آپ نے معاشرے میں مثبت کردار ادا کیا ہے۔ قرآن کریم نے مسلمانوں کو متعدد بار حکم دیا ہے کہ وہ ان لوگوں کی مدد اور معاونت کریں جو کمزور یا ضرورت مند ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ ان کی ذات، مذہب یا رنگ کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی بے شمار احادیث ہیں جن سے عیاں ہوتا ہے کہ کس طرح سے آپ نے اپنی ساری زندگی خدمتِ انسانیت میں اور دوسروں کے لیے ہمدردی میں بسر کی اور یہی روح آپ نے اپنے متبعین میں پیدا کرنے کی کوشش کی۔ آنحضرت ﷺ یقیناً انسانیت کیلئے رحمت کا ایک دائمی چشمہ تھے اور آپ کے مبارک کلمات اور اعمال سے آپ نے اسلام کی شاندار تعلیمات پر پُر روشن اور لازوال روشنی ڈالی ہے اور واضح کیا ہے کہ خدمتِ خلق حقیقت میں ہمارے ایمان کا جزو اور بنیادی حصہ ہے۔ بلاشبہ آنحضرت ﷺ کی بابرکت اور عظیم تعلیمات اور نمونہ ہر وقت امت مسلمہ اور دنیا کے لیے ایک مثال ہیں۔ یہ آنحضرت ﷺ کی سنت تھی کہ کمزوروں، محروموں یا جو اپنے والدین یا Guardians کو کم عمری میں کھو بیٹھے ہوں آپ ﷺ ان کی دیکھ بھال کا طریق تھے نیز آپ ﷺ کی اپنے ماننے والوں سے بھی یہی امید تھی۔ آپ کبھی کوئی ایسا موقعہ ان لوگوں کی خدمت کا جو غربت کے دلدل میں یا کسی اور مصیبت میں پھنسے ہوئے ہوں اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیں اور کبھی بھی اللہ نہ کرے کہ معمولی سا تکبر بھی یہ سوچتے ہوئے آپ کے ذہن میں آئے کہ آپ نے ان کی مدد کی ہے بلکہ دراصل غرباء ہیں جو آپ کی مدد کر رہے ہیں کیونکہ وہ آپ کو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا اور اس دنیا اور آخرت میں اس کی برکات حاصل کرنے کا موقعہ دے رہے ہیں۔ خدمت انسانیت کیسے کی جائے؟ اس بارے میں ہماری راہنمائی کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ بار بار یہ فرماتا ہے کہ بغیر لحاظ مذہب اور ملت کے تم لوگوں سے ہمدردی کرو بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، غلاموں کو آزاد کرو۔ قرض داروں کے قرض ادا کرو۔ زیر باروں کے بار اٹھاؤ اور بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی کا حق ادا کرو۔" انہی مقاصد کے حصول کے لیے ہیومنٹی فرسٹ کا قیام کیا گیا ہے۔ اس کا قیام عقائد اور رنگ ونسل سے بالا ہو کر خدمتِ انسانیت کے لیے کیا گیا۔ اس کا قیام ان لوگوں کو طبی سہولیات فراہم کرنے کے لیے کیا گیا ہے جن کی صحت خراب ہو۔ اس کا قیام یتامیٰ کی حفاظت اور انہیں پناہ فراہم کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔ اور ان کی مدد کے لئے جو قرضے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اس کا قیام ان لوگوں کو کھانا کھلانے کے لیے اور ان کی پیاس بجھانے کے لیے کیا گیا ہے۔ اس کا قیام ان لوگوں کی مدد کے لیے کیا گیا ہے جن کی دنیا قدرتی اور ناگہانی آفات کی وجہ سے اچانک تباہ و برباد ہوگئی یا جو حالات کی مجبوری کی وجہ سے بے یار ومددگاری کی حالت میں جی رہے ہوں مگر اس میں ان کی اپنی کوئی غلطی نہیں ہے۔"

"آخر میں، میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور رضا کاروں اور ہیومنٹی فرسٹ کی ٹیم ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ اس کی پہلی چوتھائی صدی میں انہوں نے اخلاص و وفا کے ساتھ انسانیت کی مثالی خدمت کی ہے۔ اس میں شامل رضا کاروں کے جذبہ نے ہیومنٹی فرسٹ کو اس کے نام کے مطابق خدمت کرنے والا بنایا ہے اور اسے ایک مضبوط اور مشہور فلاحی اور آفات میں مدد فراہم کرنے والا ادارہ بنا یا ہے۔ الحمد للہ ہر سال ہیومنٹی فرسٹ کا کام بڑھتا ہی گیا ہے اور میری دعا ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہو۔ اللہ کرے کہ ہیومنٹی فرسٹ کے ممبران صدمات اور کسی بھی قسم کی تکالیف سے گزرنے والے لوگوں کے آنسو پونچھنے کے لیے ہمیشہ تیار ہیں۔ اللہ کرے کہ آپ ہمیشہ ان بے گناہ روحوں کی مدد کے لئے تیار ہوں جو اپنے حالات سے مجبور ہیں تا وہ اپنے غموں، مایوسیوں اور دلی صدمہ پر قابو پا سکیں۔ اللہ کرے کہ آپ ہمیشہ کمزور، محروم اور مصیبت زدہ کے حقوق کے لیے کھڑے ہونے والے ہوں۔ اللہ آپ سب کو انسانیت کی خدمت میں اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور غربت و افلاس کے ستائے ہوئے لوگوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہیومنٹی فرسٹ کی کاوشوں کو بابرکت کرے اور یہ کبھی بھی پیچھے ہٹنے والی نہ ہو بلکہ میری دعا ہے کہ ہمیشہ انسانیت کے لیے کاوشوں میں آگے بڑھنے والی ہو۔"

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION — Download on the App Store — ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ایڈیٹر کے نام خطوط

- مکرم ابن ایف آر بسمل سے تحریر کرتے ہیں:

ایک مدیر الفضل کی سابق مدیر الفضل سے والہانہ محبت کا اظہار

26 نومبر 2021ء کے شمارہ الفضل آن لائن میں مکرم مولانا نسیم سیفی (مرحوم) پرمضمون دیکھ اور پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اور نسیم سیفی صاحب (مرحوم) کی خوشگوار یادیں تازہ ہوگئیں۔ نسیم سیفی صاحب (مرحوم) کے الفضل کی ادارت سنبھالنے کے زمانے میں میرا آپ سے بہت رابطہ رہا ہے۔ مضامین لکھنے والوں کی بڑی حوصلہ افزائی فرماتے تھے اور ضروری رہنمائی بھی کر دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''دینی مضامین لکھنے والے ہمارے پاس بہت مربیان ہیں۔ آپ پر جماعت کا قرض ہے۔ آپ انجینئر ہیں۔ سائنسی اور ٹیکنیکل مضامین لکھا کریں''۔ چنانچہ ان کی خواہش کے مطابق جب میرے مضامین شائع ہونے لگے تو بڑی خوشی کا اظہار فرماتے۔

ایک بار میں نے عرض کیا کہ میں تو حضرت سلطان القلم کا ایک ادنیٰ سپاہی ہوں۔ فرمانے لگے۔ بریگیڈیئر تو نہیں آپ کرنل کے مقام پر پہنچ چکے ہیں۔ آپ نے للّٰہی محبت کی خاطر اپنے ساتھ میری تصویر بنوا کر اپنے دفتر میں لگائی ہوئی تھی۔

ایک اور واقعہ یاد آرہا ہے جس کا ذکر کیے دیتا ہوں کہ میری ایک بیٹی کا ولیمہ تھا میرے داماد مکرم خواجہ رفیق احمد (جرمنی) جو سابق ایڈیٹر الفضل خواجہ غلام نبی صاحب (مرحوم) کے پوتے ہیں۔ چنانچہ آپ از راہ شفقت میری بیٹی کے ولیمے میں شمولیت کے لئے تشریف لائے اور فرمایا۔ عین اسی وقت ایک اور شادی میں بھی invited تھا لیکن الفضل کے حوالے سے کہ دولہا ایک سینئر سابق ایڈیٹر کا پوتا ہے اور آپ الفضل کے لئے باقاعدہ لکھنے والے ہیں۔ میں نے اس شادی میں شامل ہونے کو ترجیح دی ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

باتیں تو اور بھی ہیں لیکن اسی پر اکتفا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مکرم نسیم سیفی (مرحوم) کے درجات بلند فرمائے اور مضمون نگار مکرم محترم مجید احمد سیالکوٹی (جنہیں میں غلطی سے عبدالمجید سیالکوٹی لکھ جاتا ہوں) کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

- مکرمہ صفیہ بشیر سامی۔ لندن سے تحریر کرتی ہیں:

الفضل آن لائن 26 نومبر 2021ء کے شمارہ میں محترم بھائی جان نسیم سیفی پر بہت پیارا حقیقت پر مبنی مضمون پڑھا۔ محترم میرے خالہ زاد بھائی تھے۔ خاندان میں سب کو بہت محبت سے ملتے سب ہی سوچنے پر مجبور ہوتے۔ سیفی بھائی (مرحوم) مجھ سے ہی سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔ میں بھی یہ کہنے پر سعادت سمجھتی ہوں کہ بھائی جان سیفی (مرحوم) مجھ سے بہت پیار کرتے تھے۔ مجھے یہ سعادت بھی حاصل ہے جب ہم پشاور رہتے تھے تو جماعتی تقریبات کے لئے بھائی سیفی (مرحوم) پشاور ہمیشہ ہمارے گھر قیام کرتے اُن کی دعائیں محبت بھری باتیں نصیحتیں سب یاد ہیں۔ اللہ سے دعا کرتی ہوں اللہ تعالیٰ بھائی جان کے درجات بلند فرمائے اللہ ہمیں اور ہماری اولادوں کو اُسی جذبہ سے دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

- مکرم عبد العلیٰ۔ فرینکفرٹ جرمنی سے لکھتے ہیں:

جرمن چانسلر کے عہدہ سے سبکدوش اور سیاست کو خیر آباد کہنے والی انجیلا میرکل ایک عظیم خاتون اور حکمران کے طور پر یاد رکھی جائیں گی۔ الفضل آن لائن کے شمارہ 27 نومبر 2021ء میں محترمہ درثمین احمد کا انجیلا میرکل کے متعلق مضمون پڑھا۔ انجیلا میرکل جرمنی کی تاریخ میں ایک سادہ، بہترین انسان دوست اور ہمدرد خاتون کے نام پر یاد رکھی جائیں گی الوداع میرکل۔

- مکرم جاوید اقبال ناصر۔ جرمنی سے تحریر کرتے ہیں:

27 نومبر 2021ء کے شمارہ الفضل میں ''اتباع امام مثالوں کی روشنی میں'' آپ کا مضمون پڑھا۔ بہت عمدہ اور اعلیٰ مثالوں سے آپ نے مضمون کا حق ادا کیا۔ خاص طور پر اونٹ کی مثال سے۔ کہا جاتا ہے کہ کسی بھی اونٹ میں اپنے سے اگلے اونٹ سے آگے نکلنے کی خواہش نہیں ہوتی۔ اور یہی وہ جانور ہے کہ اگر اس کی نکیل ایک بچے کو بھی تھمادی جائے تو یہ اس کی بات بھی اطاعت کے جذبہ سے بھرپور ہو کر مانتا ہے۔

چھوٹی مگر سبق آموزبات

مساجد کی زینت

مسجد خدا تعالیٰ کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کا اولین مقصد ہی یہ ہے کہ اس میں اللہ کی عبادت کی جائے۔ ہاں مسجد کی صفائی اور پاکیزگی کا خیال رکھنا، شور وغل نہ کرنا اور مسجد کے آداب بجالانا بھی بہت ضروری ہیں۔ بعض لوگ بڑی بڑی عالی شان عمارات تو بنا لیتے ہیں مگر مساجد کی تعمیر کے اصل اغراض ومقاصد کو بھول جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جامع مسجد دہلی کو دیکھ کر فرمایا:

''مسجدوں کی اصل زینت عمارتوں کے ساتھ نہیں ہے۔ بلکہ ان نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص کیساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ ورنہ یہ سب مساجد ویران پڑی ہوئی ہیں۔ رسول کریم ﷺ کی مسجد چھوٹی سی تھی۔ کھجور کی چھڑیوں سے اس کی چھت بنائی گئی تھی اور بارش کے وقت چھت میں سے پانی ٹپکتا تھا۔''

(الحکم 6/ دسمبر 1905ء۔ حیات طیبہ صفحہ 370)

ماہد ناصر۔ متعلم جامعہ احمدیہ کینیڈا

11 دسمبر 2021ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:27	17:40
مدینہ منورہ	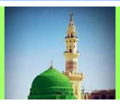	05:32	17:34
قادیان		05:51	17:25
ربوہ		05:31	17:05
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:28	15:55